قول الحق

از

سیدنا حضرت میرزا بشیرالدین محمود احمد
خلیفۃ المسیح الثانی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

حضرت مسیح موعود پر غیر احمدی علماء کے اعتراضات کے جواب

(فرمودہ ۳- اپریل ۱۹۲۴ء بمقام مسجد اقصیٰ قادیان)

انبیاء عَلَيْهِمُ السَّلَامُ مختلف زمانوں کی حالتوں کے مطابق مختلف قسم کے نشانات اپنے ساتھ لاتے ہیں اور مختلف زمانوں کی ضرورتوں کے مطابق مختلف قسم کی تعلیمیں ان پر نازل ہوتی ہیں اور مختلف لوگوں کی زبانوں اور محاورات کے مطابق مختلف قسم کے الفاظ اور اشاروں میں خدا ان سے کلام کرتا ہے۔

ہر نبی سے استہزاء کیا گیا

مگر باوجود تمام ان اختلافات کے جو دنیا میں پائے جاتے ہیں اور باوجود ان تمام حالات کے تغیر کے جو وقتاً فوقتاً ہوتے رہتے ہیں پھر بھی ایک بات میں تمام انبیاء متفق ہیں اور کسی نبی کو اس میں فرق اور تفاوت حاصل نہیں ہے۔ سب کے سب نبی اور تمام کے تمام مامور اس ایک بات میں یکساں ہیں اور حضرت آدمؑ سے لے کر رسول کریم ﷺ اور رسول کریم ﷺ سے لے کر آج تک جتنے مامور اور مرسل گذرے ہیں ایک بات میں سارے کے سارے متفق ہیں وہ سارے کے سارے ایک دروازہ سے گذرے ہیں ان سب پر ایک حالت طاری ہوئی ہے وہ بات اور حالت کیا تھی قرآن کریم کے الفاظ میں یہ ہے۔ يٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ مَا يَأْتِيْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ[1] اے افسوس انسانوں پر اے حسرت ہمارے بندوں پر کیوں؟ اسلئے کہ آج تک ایک بھی رسول ہماری طرف سے ایسا نہیں بھیجا گیا جس سے انسانوں نے ہنسی اور تمسخر نہ کیا ہو۔ جس قدر مأمور دنیا میں آئے جس قدر مرسل بھیجے گئے جتنے انبیاء نازل ہوئے ان ساروں سے یہ معاملہ ہوا

کہ ان سے ہنسی اور ٹھٹھا اور تمسخر لوگوں نے کیا۔ کیوں کیا؟

میں نے سنا ہے آج ہی کسی شخص نے بیان کیا تھا کہ ہم پر احمدی ناراض ہوتے ہیں اور اس وجہ سے ناراض ہوتے ہیں کہ ہم مرزا صاحب کی باتوں پر ہنستے ہیں۔ یہ کہنے کے بعد اس مولوی نے کہا ہم کیوں نہ ہنسیں مرزا صاحب قابل ہنسی اور تمسخر باتیں ہی کیوں لکھتے تھے کیوں ان کی زبان سے ایسی باتیں نکلیں جو ہنسی کے قابل ہیں۔

مگر میں پوچھتا ہوں حضرت آدمؑ سے کیوں تمسخر کیا گیا؟ کیا ان سے تمسخر کرنے والے یہ کہتے تھے کہ آدمؑ کی کوئی بات قابل تمسخر نہیں ہے؟ اس لئے ہم اس سے تمسخر کرتے ہیں۔

اسی طرح حضرت نوحؑ سے کیوں تمسخر کیا گیا۔ کیا ان سے تمسخر کرنیوالے یہ کہتے تھے کہ اس کی بات قابل ہنسی نہیں؟ مگر ہم اس پر ہنسی اڑاتے ہیں۔

پھر لوگوں نے حضرت ابراہیمؑ سے کیوں ٹھٹھا کیا؟ کیا اس لئے کہ وہ کہتے تھے اس کی باتیں ایسی دل نشیں اور دلربا ہیں کہ ان کا کوئی انکار نہیں کر سکتا؟ مگر ہم ہنسی کرتے ہیں۔

پھر حضرت یوسف، حضرت یعقوب، حضرت اسحٰق سے ہنسی کی گئی۔ پھر حضرت موسیٰ، حضرت داوٗدؑ، حضرت سلیمان، حضرت زکریا، حضرت یحییٰ، حضرت عیسیٰ علیہم السلام ان سب سے تمسخر کئے گئے کیا یہ کہہ کر لوگ ان سے تمسخر کرتے تھے کہ کوئی بات ان کی قابل تمسخر نہیں مگر ہم تمسخر کرتے ہیں۔

پھر قرآن کریم کہتا ہے کہ محمد ﷺ جو سردار ہیں سب نبیوں کے ان سے بھی تمسخر کیا گیا۔ کیا ان کی باتوں کو تمسخر کرنے والے قابلِ تمسخر کہہ کر کرتے تھے یا اس لئے کہ وہ کہتے تھے اس کی باتیں بڑی دانائی اور حکمت کی ہیں مگر پھر بھی ہم ان سے تمسخر کرتے ہیں۔

جس کے دماغ میں ذرا بھی عقل ہو وہ تو یہ مان نہیں سکتا کہ وہ کہتے تھے کہ نبیوں کی باتیں تمسخر کرنے والی نہیں مگر پھر بھی ہم تمسخر کرتے ہیں۔ صاف بات ہے کہ حضرت آدمؑ کے دشمن یہی کہا کرتے تھے کہ آدم کیوں ایسی باتیں کرتا ہے جو قابلِ تمسخر ہیں، حضرت نوحؑ کے دشمن یہی کہا کرتے تھے کہ نوح کیوں ایسی باتیں کرتا ہے جو قابلِ ہنسی ہیں، حضرت ابراہیمؑ کے دشمن یہی کہتے تھے کیوں ابراہیم ایسی باتیں کرتا ہے جن پر تمسخر کیا جاتا ہے حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ اور آنحضرت ﷺ کے دشمن بھی یہی کہتے تھے۔

پھر اگر آج حضرت مسیح موعودؑ کے دشمن یہ کہیں کہ مرزا صاحب ٹھٹھے ہنسی والی باتیں ہی

کیوں کرتے تھے تو یہ کونسی زبردست دلیل ہے جس سے یہ ثابت ہو کہ حضرت مرزا صاحب نے واقعی قابل تمسخر باتیں کیں بلکہ اس سے تو یہ ثابت ہوا کہ جیسے حضرت مرزا صاحب کے دشمنوں نے کہا کیوں انہوں نے ایسی باتیں کیں جو قابل تمسخر ہیں ویسے ہی سب انبیاء کے دشمنوں نے ان انبیاء کے متعلق کہا مگر خدا کہتا ہے یہ ہنسی یہ تمسخر جو انبیاء سے کرتے ہیں ان کے کام نہ آئے گا۔ یہ زمین میں ہی ذلیل اور رسوا ہو کر رہیں گے۔ کیونکہ خدا کہتا ہے یٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ اے افسوس ان بندوں پر اور جس پر خدا افسوس کرے اس کی حالت کس قدر قابل افسوس ہو گی۔ بندے کسی کی قابل افسوس حالت ہو جانے کے بعد افسوس کرتے ہیں مگر خدا پہلے ہی کرتا ہے کیونکہ جس طرح خدا کہتا ہے اسی طرح ہو کر رہتا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ جب کوئی رسول آتا ہے تو خدا کو افسوس آتا ہے کہ کیوں اس سے ہنسی ٹھٹھا کر کے لوگ اس کے غضب کو بڑھاتے ہیں تو یہ لوگ آج ہنستے ہیں مگر ایک دن آئے گا کہ ساری دنیا ان پر روئے گی۔ پس اگر اب حضرت مرزا صاحب کی باتوں پر لوگ ٹھٹھا کرتے ہیں تو کسی کو حیران نہیں ہونا چاہئے۔ تم مت گھبراؤ کہ کیا وجہ ہے خدا کا مسیح آیا اور لوگ اس سے ٹھٹھا کرتے ہیں کیونکہ خدا کہتا ہے آدم سے اس طرح ٹھٹھا کیا گیا، پھر مت گھبراؤ کہ حضرت مسیح موعودؑ سے کیوں ٹھٹھا کیا جاتا ہے کیونکہ خدا کہتا ہے کہ نوحؑ سے بھی اسی طرح کیا گیا پھر مت حیران ہو کہ حضرت صاحب کی باتوں پر لوگ کیوں استہزاء کرتے ہیں کیونکہ خدا کہتا ہے موسیٰ، عیسیٰ، محمد ﷺ کے زمانہ میں لوگ ان سے بھی ایسا ہی کرتے تھے۔

انبیاء سے تمسخر کرنیوالوں کا انجام

مگر ان باتوں کے نتیجے کیا ہوئے یہی کہ یٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ ایک وہ دن آیا کہ لوگ ان پر حسرت کرنے لگے یہی حالت حضرت مرزا صاحب پر تمسخر کرنے والوں کی ہو رہی ہے۔ ہمارے سلسلہ کے مخالف کہتے ہیں ہم پر کیا حسرت ہوئی ہم تو تم سے زیادہ ہیں مگر دیکھو آج اسلام پر تیرہ سو سال سے زیادہ گذر چکے ہیں مگر مسلمان کہلانیوالوں سے دوسرے لوگ زیادہ ہیں دنیا کی ساری آبادی ایک ارب بیس کروڑ بتائی جاتی ہے اور یورپین لوگ کہتے ہیں مسلمان ۲۰ کروڑ ہیں اور مسلمان کہتے ہیں ہم ۴۰ کروڑ ہیں۔ اگر یہی تعداد مان لیں تو بھی کس قدر مخالف زیادہ ہیں۔ باوجود اس کے کہ رسول کریم ﷺ ساری دنیا کی طرف آئے اور اس پر تیرہ سو سال گذر چکے آپ کے منکروں کی تعداد دُگنی ہے بہ نسبت ماننے والوں کے۔ پس اگر محمد ﷺ اپنے ماننے والوں کی

تعداد نہ ماننے والوں سے اتنے عرصہ میں زیادہ نہیں کر سکے اور اس کا آپ کی صداقت پر کوئی اثر نہیں پڑ سکتا تو اس زمانہ میں خدا نے جو مأمور بھیجا ہے اور جو آپ کے خادموں میں سے ایک خادم ہے اور جس نے آپ سے بڑائی کا دعویٰ نہیں کیا اس کے لئے کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ اس کے ماننے والوں کو ابھی سے ظاہری غلبہ حاصل ہو جائے۔ پھر حضرت مسیح ناصری سے کیا ہوا کیا وہ اپنی زندگی میں دیکھ سکے کہ ان کے ماننے والے اپنے دشمنوں پر غالب آ گئے۔ ہرگز نہیں کیونکہ کئی سو سال ان کی وفات کے بعد عیسائیوں کو غلبہ حاصل ہوا اور دو سو سال تک دشمن ان پر غالب رہے۔ پس حضرت مسیح موعود کی وفات نے آپ کے مخالفین کو کیونکر ہم سے یہ مطالبہ کرنے کا حق دیدیا ہے کہ کیوں ابھی سے آپ کی جماعت ساری دنیا پر غالب نہیں آجاتی۔

ظاہری غلبہ کے متعلق اعتراض کا جواب

جو حالت حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کے بعد ہماری تھی وہی حضرت مسیحؑ کی وفات یا بقول ہمارے مخالفین ان کے آسمان پر چڑھنے کے وقت تھی۔ پس اس وقت اگر فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا [۲] کا ارشاد سچا تھا تو آج مولوی اس بات پر کیوں چیختے اور شور مچاتے ہیں کہ احمدیوں کو مخالفین پر ابھی ظاہری غلبہ حاصل نہیں ہوا۔ اگر پہلا مسیح ظاہری غلبہ نہ ہونے سے جھوٹا نہیں تھا تو آج مسیح موعود کیونکر جھوٹا ہو سکتا ہے۔ اگر حضرت موسیٰؑ کی صداقت پر اس سے کوئی الزام نہیں آتا کہ وہ باوجود حکومت حاصل ہونے کا وعدہ ملنے کے جنگل میں فوت ہو گئے ان کی قوم ۴۰ سال تک بیابانوں میں بھٹکتی رہی دشمن ان کے سامنے حکومت کرتا رہا اور حضرت موسیٰ چٹان پر چڑھ کے دیکھتے رہے کہ دشمن حکومت کر رہا ہے اور خود فوت ہو گئے تو پھر کیوں کہا جاتا ہے کہ چونکہ مرزا صاحب نے دشمنوں پر غلبہ نہ دیکھا اس لئے سچے نہ تھے۔ اگر حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ حضرت محمد ﷺ کی اس طرح تکذیب نہیں ہوتی تو کیا وجہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب اس سے جھوٹے ثابت ہوتے ہیں۔

حضرت مرزا صاحب کے نشان

لوگ کہتے ہیں مرزا صاحب نے کیا نشان دکھائے انکی فلاں پیشگوئی جھوٹی نکلی۔ فلاں بات جھوٹی ثابت ہوئی۔ ہم کہتے ہیں قرآن میں یہی لکھا ہے کہ سب انبیاء کو ان کے مخالف یہی کہتے رہے ہیں بلکہ یہ کہتے رہے ہیں کہ ان کی ساری باتیں جھوٹی نکلیں۔ پس اگر حضرت آدمؑ کے دشمنوں نے ان کے متعلق کہا کہ ان کی ساری باتیں جھوٹی نکلیں مگر وہ سچے تھے، اگر حضرت نوح علیہ السلام کے متعلق

ان کے مخالفوں نے کہا کہ ان کی ایک بات بھی پوری نہ ہوئی مگر اس سے ان کی صداقت میں فرق نہ آیا، اگر حضرت ابراہیمؑ کے متعلق ان کو نہ ماننے والوں نے کہا کہ ان کی سب باتیں غلط نکلیں مگر اس سے ان کے نبی ہونے میں کوئی فرق نہ آیا، اگر حضرت عیسیٰؑ کے متعلق ان کے دشمنوں نے یہ کہا کہ ان کی سب پیشگوئیاں جھوٹی ثابت ہوئیں مگر اس سے وہ جھوٹے ثابت نہ ہوئے، اگر رسول کریم ﷺ کے مخالفوں نے آپ کے متعلق کہا کہ آپ کی سب خبریں غلط نکلیں مگر آپ کی صداقت پر اس سے حرف نہیں آیا تو آج مسیح موعود کے دشمن مولویوں نے آکر اگر یہ کہہ دیا کہ آپ کی ساری پیشگوئیاں جھوٹی نکلیں تو کیونکر آپ کی صداقت میں فرق آگیا۔

منکر۔ منکروں کے مثیل ہوتے ہیں

قرآن کریم میں آتا ہے۔ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ لَوْ لَا يُكَلِّمُنَا اللّٰهُ اَوْ تَاْتِيْنَاۤ اٰيَةٌ كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّثْلَ قَوْلِهِمْ تَشَابَهَتْ قُلُوْبُهُمْ قَدْ بَيَّنَّا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ [۳]

خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ جاہل لوگ کہتے ہیں کیوں خدا ہمیں خود نہیں کہتا کہ یہ رسول سچا ہے۔ خدا کیوں ہمیں اس کے متعلق الہام نہیں کرتا۔ یا اگر یہ سچا ہے تو کیوں اس کی کوئی پیشگوئی پوری نہیں ہوتی۔ آگے فرماتا ہے ہاں تمہارا یہی حق تھا کہ تم کہتے اسے کوئی نشان نہیں ملا۔ کیوں؟ اس لئے کہ جن لوگوں کے تم جانشین ہو وہ یہی کہتے آئے ہیں بعینہٖ یہی بات وہ کہتے چلے آئے ہیں جو تم کہتے ہو۔ کیوں؟ اس لئے کہ جس طرح نبی کا نبی مثیل ہوتا ہے اسی طرح اس نبی کے وقت کے کافر پہلے نبیوں کے کافروں کے مثیل ہوتے ہیں پس اگر محمد ﷺ کے دشمن یہ کہتے ہیں کہ آپ نے کوئی نشان نہیں دکھایا تو ٹھیک کہتے تھے کیونکہ وہ حضرت عیسیٰؑ کے دشمنوں کے مثیل تھے۔ اور اگر حضرت عیسیٰؑ کو ان کے دشمن کہتے تھے کہ کوئی نشان نہیں لایا تو سچ کہتے تھے کیونکہ وہ حضرت موسیٰؑ کے دشمنوں کے مثیل تھے اور اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یہی ان کے مخالفوں نے کہا تو ان کا کہنا حق تھا کیونکہ وہ حضرت ابراہیمؑ کے دشمنوں کے مثیل تھے اور اگر حضرت ابراہیمؑ کو ان کے نہ ماننے والوں نے یہ کہا تو انکا حق تھا کیونکہ وہ حضرت نوحؑ کے دشمنوں کے مثیل تھے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے ان کے دل مل گئے ہیں اس لئے کہتے ہیں کہ کوئی نشان نہیں لایا۔ حالانکہ ماننے والوں کے لئے بہتیرے نشان ہیں ہاں نہ ماننے والوں کے لئے نہیں۔

نشان ماننے والوں کے لئے ہوتے ہیں

شاید کوئی کہہ دے اَوْ تَاْتِيْنَاۤ اٰيَةٌ کے معنے یہ ہیں کہ کوئی نشان نہیں لایا یہ نہیں کہ نشان

جھوٹے ہیں مگر یہ معنے نہیں ہو سکتے۔ میں پوچھتا ہوں کیا ان نبیوں نے کوئی نشان دکھائے تھے یا نہیں؟ اگر دکھائے تھے تو پھر یہی معنے ہونگے کہ انکے منکر کہتے تھے جو نشان تو پیش کرتا ہے وہ جھوٹے اور غلط ہیں ان کے علاوہ اور دکھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قَدْ بَيَّنَّا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ جس قوم میں یقین ہو اس کے لئے تو بہت نشان بیان کئے گئے ہیں لیکن جو یہی کہتی رہے کہ کچھ نہیں ملا حالانکہ اسے نشان دیئے جائیں اور رنٹوں کی طرح یہی کہنا جانتی ہو کہ میں نہ مانوں۔ میں نہ مانوں۔اس کے لئے کہاں سے نشان آئے۔ پس اس زمانہ میں بھی جن لوگوں نے مولویت اور مشیخت کو چھوڑ کر رنٹوں اور بھانڈوں کا کام اپنے ذمہ لے لیا ہے اس قوم کے لئے کوئی نشان نہیں ہے۔ مثل مشہور ہے سوتے کو سب جگا سکتے ہیں جاگتے کو کوئی نہیں جگا سکتا۔

سچے اور جھوٹے نبی کی پہچان

چونکہ یہ لوگ دل سے ٹھان لیتے ہیں کہ نبیوں کا مقابلہ کرنا ہے اس لئے انکار پر کمر باندھ لیتے ہیں اور ہر بات کا انکار کرتے جاتے ہیں ورنہ دیکھو سچے اور جھوٹے نبی کی پہچان نہایت آسان ہے کیونکہ قرآن کریم نے یہ بتادیا ہے کہ نبی پہلے نبیوں کے مثیل ہوتے ہیں اور کافر پہلے کافروں کے۔ اس معیار کے مطابق حضرت صاحب کے زمانہ کے متعلق دیکھ لو کس کی جماعت کس سے ملتی ہے حضرت صاحب کی عادات اور طریق نبیوں سے ملتا ہے یا جھوٹوں سے اور آپ کو نہ ماننے والوں کی عادات اور طریق پہلے نبیوں کے ماننے والوں سے ملتے ہیں یا کافروں سے۔ جس رنگ میں یا جس طریق سے یہ مولوی حضرت صاحب سے استہزاء کرتے رہے اور جن باتوں پر کرتے ہیں قرآن اور حدیث میں کیا یہ طریق نبیوں کا اور ان کے ماننے والوں کا ہے؟ کوئی یہ تو ثابت کرے کہ نبی کریم ﷺ لوگوں سے استہزاء کرتے تھے یا کوئی یہ تو ثابت کرے کہ حضرت موسیٰ یا حضرت عیسیٰ یا حضرت نوحؑ استہزاء کرتے تھے۔ پھر کوئی یہ ثابت کرے کہ جس طرح یہ لوگ تمسخر اور استہزاء کرتے رہے ہیں حضرت مسیح موعود نے بھی ایسا کیا۔ ہرگز نہیں۔ اگر ہنسی اور ٹھٹھا کرنے والا کوئی گروہ ہو گا تو نبیوں کا دشمن ہی ہو گا نبی ہمیشہ سنجیدگی اور متانت سے لوگوں کو اپنی طرف بلائے گا۔

نبی کے ماننے اور نہ ماننے والوں کے طریق عمل میں فرق

نبیوں کے دشمن استہزاء سے کام لیتے ہیں اور نبی اور اس کے ماننے والے سنجیدگی سے کام لیتے ہیں کیونکہ خدا ان کے متعلق کہتا ہے۔ اَلَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ [۴] کہ خدا کے ذکر پر ان کے دل نرم ہو جاتے ہیں

لیکن وہ لوگ جن کے دل میں ایمان نہیں ہوتا وہ ہنسی کی باتیں کرتے ہیں۔ اب دیکھو کونسی باتیں کس فریق میں پائی جاتی ہیں۔ آیا مسیح موعود بھی اسی طرح تمسخر اور ہنسی کرتے تھے جس طرح آپ کے مخالف کرتے ہیں' آیا آپ بھی ایسی باتیں مخالفین کی طرف منسوب کرتے تھے جو وہ نہیں مانتے تھے۔ کبھی حضرت صاحب نے عیسائیوں یا آریوں یا غیر احمدیوں کے لئے ایسا کیا اور ان کی طرف وہ باتیں منسوب کیں جو وہ نہیں مانتے تھے۔ مگر ہمارے مقابلہ میں جتنی باتیں پیش کی جاتی ہیں وہ وہی ہیں جن کا ہم انکار کرتے ہیں اور پھر ان پر ہنسی اڑائی جاتی ہے۔ بے شک ہر مخالف اعتراض کر سکتا ہے اگر ہم حضرت صاحب کو خدا کہتے ہوں۔ مگر ہم تو انہیں خدا کا بندہ مانتے ہیں اور وہ بھی محمد ﷺ کا غلام۔ پھر اعتراض کیسا؟ اسی طرح اگر ہم انہیں خدا کا بیٹا کہتے تو اعتراض ہو سکتا تھا مگر جب ہم کہتے ہی نہیں اور نہ یہ مانتے ہیں تو کسی کا کیا حق ہے کہ ہم پر اعتراض کرے۔

اسی طرح کہا گیا ہے حضرت صاحب لکھتے ہیں۔ مجھے حیض آیا۔ اگر اس کا یہی منشاء ہے تو بے شک اس پر ہنسی اڑائی جاسکتی ہے لیکن اگر خود حضرت صاحب نے اس کی تشریح کر دی ہے تو اس تشریح کو چھوڑ کر اور رنگ میں پیش کرنا ظاہر کرتا ہے کہ ان لوگوں سے شرافت مٹ گئی ہے اور انہیں خوفِ خدا نہیں رہا۔ غرض میں نے بتایا ہے کہ استہزاء ہونا سارے نبیوں کی سنت چلی آرہی ہے اس لئے دوستوں کو گھبرانا نہیں چاہئے جو کچھ پہلوں سے گذرا تم نہیں بچ سکتے کہ تم سے نہ گذرے۔

پہلے نبیوں کا بروز اور انکے مخالفین کے بروز

یاد رکھو کہ جن حالات میں سے پہلے نبیوں کی قومیں گذری ہیں ان ہی حالتوں میں سے پچھلے نبیوں کی گذریں گی۔ پس اے دوستو! اور عزیزو! جو جماعت احمدیہ میں سے ہو گھبراؤ نہیں۔ کیونکہ یہ خدا کی سنت پوری ہو رہی ہے اور خدا بتا رہا ہے کہ جس طرح آج مثیل محمد ﷺ آیا ہے مثیل ابو جہل بھی آئے ہیں اور دکھاتا ہے کہ اس وقت جس طرح حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ آئے۔ اسی طرح اس وقت فریسی اور فقیہی بھی آئے۔ پس اے عزیزو! جس طرح حضرت نوح اور حضرت ابراہیم آئے اسی طرح شدّاد اور نمرود بھی آگئے تم کس طرح امید کر سکتے ہو کہ خدا کی طرف سے حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ اور حضرت نوح' حضرت ابراہیم تو آئیں مگر شداد اور نمرود نہ ہوں۔ یہ ہو نہیں سکتا کہ محمد ﷺ دوبارہ آئیں مگر ابو جہل عتبہ شیبہ نہ آئیں۔ اگر ہدایت سے روکنے کے لئے شیطان موجود ہے تو کیوں ہدایت سے روکنے

کے لئے ابو جہل پیدا نہ ہو ضرور ہے کہ جو عیسیٰ کے مقام پر کھڑا کیا جائے اس کے لئے فریسی بھی پیدا ہوں اور ضرور ہے کہ جو موسیٰ کے مقام پر کھڑا کیا جائے اس کے لئے فرعون بھی پیدا ہو۔ پھر ضرور ہے کہ جو ابراہیم کے مقام پر کھڑا کیا جائے اس کے لئے نمرود اور شدّاد بھی ہو کیونکہ خدا کہتا ہے کہ انبیاء کے مخالفوں کے دل مل جاتے ہیں۔

مخالفین کا وجود ثبوت ہے مسیح موعود کے آنے کا

پس تم کیوں گھبراتے ہو۔ بے شک تم میں غیرت پیدا ہونی چاہئے اور تم سے بڑھ کر مجھ میں غیرت ہے مگر میں کہتا ہوں۔ گھبراؤ نہیں مایوس نہ ہو کیونکہ ان لوگوں کا وجود ہی بتا رہا ہے کہ مسیح موعود آگیا۔ اس زمانہ میں اگر کوئی بروزِ ابو جہل موجود ہے تو ماننا پڑے گا کہ محمد ﷺ کا بھی بروز آگیا کیونکہ خدا کی رحمت کی صفت غضب پر غالب ہے ابو جہل کا بروز غضب ہے اور یہ ہو نہیں سکتا کہ غضب ہو اور رحمت کا وجود نہ ہو۔ اسی طرح اگر تمہیں فریسی اور فقیہی نظر آتے ہیں تو خوش ہو کہ مسیح موعود آگیا۔ اسی طرح اگر فرعون صفت لوگ دیکھو تو جان لو کہ خدا نے مثیل موسیٰ کو مبعوث کر دیا۔ کیونکہ "ہر فرعونِ راموسیٰ" ضروری ہے پس ان لوگوں کی شرارتوں سے نہ گھبراؤ کیونکہ خدا کہتا ہے یہ پہلوں کے مثیل ہیں اور ضروری ہے کہ پہلے نبیوں کا مثیل بھی آئے۔ پس اس بات پر کیوں رنج کرتے ہو کہ یہ لوگ حضرت مرزا صاحب کو جھوٹا اور مفتری کہتے ہیں۔ حضرت مرزا صاحب کی نسبت تو یہ جو چاہیں کہیں کیونکہ انہیں سچا نہیں سمجھتے۔ ان مولویوں نے تو ان کو بھی نہیں چھوڑا جن کو یہ سچا مانتے ہیں۔

ہر نبی کی عزت ان مولویوں نے برباد کی

میں نے پہلے بھی بتایا تھا کہ کوئی نبی ایسا نہیں ہے جس کی عزت ان کے ہاتھوں برباد نہیں ہوئی سوائے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے۔ یہ مولوی جو حضرت صاحب پر تمسخر کرتے رہے کیا وہ یہ نہیں کہتے کہ آدم علیہ السلام کو خدا نے ایک حکم دیا تھا جسے اس نے توڑ دیا اور گنہگار بنا۔ یہی مولوی اگر کہیں کہ مرزا صاحب نے گناہ کیا تو کیا بڑی بات ہے حضرت آدم علیہ السلام کو تو یہ لوگ نبی کہتے ہیں اور حضرت مرزا صاحب کو نبی نہیں کہتے۔ پھر یہ لوگ حضرت نوح کو بھی گنہگار قرار دیتے ہیں وہ سمجھتے ہیں انہوں نے خدا تعالیٰ کی گستاخی کی اور مقابلہ کیا۔ پس اگر یہ لوگ حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نبی مان کر یہ کہیں کہ وہ خدا کا گستاخ تھا تو حضرت مسیح موعود کو جھوٹا سمجھتے ہوئے اگر کہیں کہ انہوں نے خدا کے احکام کو توڑا تو یہ کونسی بڑی بات ہے۔ پھر یہ کہتے ہیں

ابراہیم جھوٹا تھا۔ ایک دفعہ اس نے اپنی بیوی کو بہن کہا' ایک دفعہ بیمار نہ تھا مگر بحث سے جان چھڑانے کے لئے کہہ دیا کہ میں بیمار ہوں۔ پس یہ لوگ اگر حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ابو الانبیاء کہہ کر جھوٹا کہتے ہیں تو حضرت مرزا صاحب کو جھوٹا سمجھتے ہوئے جھوٹا کہیں تو کوئی تعجب کی بات نہیں ہے۔ پھر یہ لوگ کہتے ہیں حضرت یوسف نے چوری کی تھی اور ان کی چوریاں گناتے ہیں پھر کہتے ہیں حضرت یوسف علیہ السلام بدکاری میں مبتلاء ہوئے مگر حضرت یعقوب نے ہٹالیا۔ پس اگر حضرت یوسف کو نبی مان کر یہ لوگ چور اور بدکار کہتے ہیں تو اس کو جسے جھوٹا کہتے ہیں ان کے برا بھلا کہنے پر کیا تعجب ہے۔ پھر یہ لوگ حضرت موسیٰ کو خدا کا نبی مانتے ہیں مگر باوجود اس کے تسلیم کرتے ہیں کہ حضرت موسیٰ نے جانتے بوجھتے ایک ناحق قتل کیا تھا۔ پس اگر یہ لوگ حضرت موسیٰ کو خدا کا نبی مانتے ہوئے یہ کہتے ہیں کہ انہوں نے بلاوجہ قتل کیا تھا تو پھر اگر یہ کہیں کہ مرزا صاحب نے لیکھرام کو مروا دیا تو افسوس کی کیا وجہ ہے۔ غرض انہوں نے ان بزرگوں کی جن کا ادب کرنے کا یہ دعویٰ کرتے ہیں پگڑیوں پر بھی ہاتھ مارے ہیں پھر جن کو یہ جھوٹا کہیں وہ ان سے کیونکر بچ سکتے ہیں۔ تم میں سے بہتوں کے چہرے یہ سن کر سرخ ہو گئے کہ انہوں نے کہا مرزا صاحب عورتوں کے پیچھے پھرتے رہے مگر حضرت داؤد علیہ السلام جن کو یہ نبی مانتے ہیں ان کے متعلق کہتے ہیں کہ وہ عورت کے پیچھے پڑا رہا آخر اس کے خاوند کو دھوکا سے جنگ پر بھیج کر مروا دیا۔ ایسی باتوں سے ان کی تفسیریں اور روایتیں بھری پڑی ہیں۔

پس اگر یہ لوگ حضرت داؤد کو ایک بے گناہ کا قاتل اور اس کی عورت کا عاشق اور عورت چھین لینے والا کہتے ہیں تو حضرت مرزا صاحب کو اگر انہوں نے کہا کہ لڑکیوں کے پیچھے پھرتے رہے تو کونسی بڑی بات ہے پھر میں دیکھتا ہوں کہ تم میں سے بہت اس لئے ناراض ہوئے کہ مخالف کہتے ہیں مسیح موعود دنیا کے پیچھے پڑا رہا لیکن ان لوگوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت سلیمان نبی تھے اور پھر یہ بھی کہتے ہیں کہ ایک دفعہ وہ گھوڑے دیکھتے رہے اور نماز چھوڑ دی۔ پس اگر حضرت سلیمان کو نبی مان کر دنیا کے پیچھے پڑا رہنے والا کہہ سکتے ہیں تو حضرت مرزا صاحب کو جھوٹا کہہ کر یہ کہیں تو کیا تعجب ہے۔

پھر یہ لوگ جس کو خاتم الانبیاء کہتے ہیں اور جس کی عزت کا جھوٹا دعویٰ کر کے ہمارے ساتھ لڑنے کے لئے آتے ہیں دیکھو اس کے متعلق کیا اندھیر مچاتے ہیں ان کے بڑے بڑے یہ مانتے چلے آئے ہیں کہ ایک دفعہ رسول کریم ﷺ کی خواہش ہوئی کہ کافروں کو خوش کریں یہ شیطانی

خواہش تھی (نَعُوْذُ بِاللّٰہ) شیطان نے قرآن نازل ہوتے وقت یہ نازل کر دیا۔ تِلْکَ الْغَرَانِیْقُ الْعُلٰی وَاِنَّ شَفَاعَتَھُنَّ لَتُرْتَجٰی ۵؎ یہ بت ایسی اعلیٰ ہستیاں ہیں کہ ان کی شفاعت کی امید کی جاسکتی ہے آہ جنہوں نے محمد ﷺ کے دل میں شیطانی خواہش پیدا ہونا جائز قرار دیا' جن کا یہ خیال ہو کہ شیطان نے آپ پر ایسی باتیں اتاریں وہ اگر کہیں کہ مرزا صاحب نے خود باتیں بنالیں تو کونسی تعجب کی بات ہے۔ پھر تم کہتے ہو مخالف مولوی یہ کہتے رہے ہیں کہ مرزا صاحب میں یہ یہ عیوب تھے مگر یہ لوگ یہاں تک کہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے ایک دفعہ اتنا گناہ کیا تھا کہ اس کی وجہ سے مدینے کی دیواروں تک عذاب آگیا تھا اور وہ گناہ یہ تھا کہ خدا کا حکم تھا قیدیوں کا فدیہ نہ لو اور حضرت عمرؓ نے آپ کو سمجھایا بھی مگر آپ نہ سمجھے اور فدیہ لے لیا اس لئے خدا نے کہا قریب تھا کہ عذاب نازل کیا جاتا۔ پس اگر محمد ﷺ کے لئے ان کے نزدیک عذاب نازل ہو سکتا تھا تو تمہارے لئے کیا تعجب کی بات ہے اگر یہ حضرت صاحب کی طرف کوئی گناہ یا عیب منسوب کریں۔ پھر اگر یہ لوگ کہتے ہیں کہ محمدی بیگم جو حضرت مرزا صاحب کی پھوپھی کی بیٹی تھی اس پر آپ عاشق تھے اور اس کے پیچھے پڑے رہے تو بعینہٖ یہی الزام یہ لوگ محمد ﷺ پر لگاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آپ نے اپنی پھوپھی کی بیٹی کو ننگا دیکھا اور اس پر عاشق ہو گئے اور اس کے خاوند سے طلاق دلا کر خود نکاح کر لیا یہ باتیں ان کی تفسیروں میں موجود ہیں۔ پس جو قوم ایسی بے حیا ہو کہ جس کی ایک طرف تو خاتم الانبیا کہتے کہتے زبان نہیں تھکتی اور دوسری طرف کہتی ہو کہ وہ زینب کو ننگا دیکھ کر اس پر عاشق ہو گیا تھا اس سے ہمیں کس سلوک کی امید ہو سکتی ہے۔

پھر یہ لوگ کہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ پر یہودیوں نے جادو کر دیا تھا جس سے آپ کی ایسی حالت ہو گئی تھی کہ جماع کرتے تھے اور بھول جاتے تھے کھانا کھاتے تھے مگر پتہ نہ تھا آخر سحر اور ٹونہ نکالا تب آپ کی حالت اچھی ہوئی۔ اگر یہ لوگ محمد ﷺ کے لئے یہ باتیں کہہ سکتے ہیں تو حضرت مرزا صاحب کو گالیاں دیں تو کونسی تعجب کی بات ہے۔ مگر اس سے بڑھ کر ایک اور خطرناک بات کہتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ رسول کریم ﷺ نے چھپ کر اور پوشیدہ طور سے ایک لونڈی سے صحبت کی جس کا آپ کی ایک بیوی کو پتہ لگ گیا آپ نے اس کی منتیں کیں اور کہا کہ کسی کو نہ بتانا جو لوگ رسول کریم ﷺ کے متعلق ایسی باتیں لکھتے ہیں کیا تعجب ہے کہ اگر وہ حضرت مرزا صاحب پر اعتراض کریں پس ان کی باتوں سے مت گھبراؤ۔ کوئی ایک نبی بھی ایسا

نہیں گذرا جس کی ان مولویوں نے بے عزتی نہیں کی اور نبیوں پر انہوں نے چوری، جھوٹ، دغا، قتل، زنا کے الزام نہیں لگائے اگر انہوں نے ان انبیاء کو سچا مانتے ہوئے یہ کیا ہے تو جسے سچا نہیں مانتے اس کے ساتھ جو کچھ کریں تھوڑا ہے۔

مخالف مولویوں سے ایک شکوہ

ہاں صرف ایک شکوہ ہے اور وہ یہ کہ اے مولویو! اے محمد ﷺ کی امت کہلانے والو! اے عقل و خرد کا دعویٰ کرنے والو! جب تم کسی نبی کو چور، کسی کو جھوٹا، کسی کو دوسرے کی عورت چھین لینے والا اور رسول کریم ﷺ کو اپنی پھوپھی کی شادی شدہ بیٹی پر عاشق ہو کر اس سے شادی کرنے والا کہتے ہو اور باوجود اس کے ان کو سچے نبی مانتے ہو تو کیوں آج اس نبی کو نہیں مانتے جس پر اسی قسم کے الزام لگاتے ہو۔ تم تو ہمیشہ نبیوں کے عیب نکالتے چلے آئے ہو جو تمہاری عقل کی کوتاہی ہے پھر آج کیوں انکار کر رہے ہو۔ یہ سوال تم ان لوگوں سے کر سکتے ہو اور یہ جائز سوال ہے کیونکہ ایک بھینگا جس کو تجربہ ہو کہ وہ ایک چیز کو دو ہی دیکھتا ہے وہ اس بات کو سمجھ جاتا ہے اور جب وہ دیکھتا ہے تو کہتا ہے ایک ہی ہے۔ کہتے ہیں کوئی بھینگا نوکر تھا آقا نے اسے کہا کہ شیشہ اٹھالاؤ وہ گیا تو اسے دو شیشے نظر آئے واپس آکر آقا سے کہا کونسا لاؤں۔ آقا نے کہا ایک ہی ہے وہ لے آؤ مگر وہ بار بار یہی کہتا رہا کہ دو ہیں تنگ آکر آقا نے کہا ایک کو توڑ دو اور دوسرا لے آؤ۔ اس نے جب ایک کو توڑا تو کوئی بھی نہ رہا۔ اس سے اس کو معلوم ہو گیا کہ میں ایک ہی کو دو دیکھتا تھا۔ تو بھینگے کو پتہ ہوتا ہے کہ چیز ایک ہوتی ہے اور وہ دیکھتا دو ہے۔ مگر افسوس! ان بھینگوں پر کہ حضرت نوح، حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ، حضرت داؤد، حضرت سلیمان اور حضرت رسول کریم ﷺ میں انہوں نے عیب دیکھے اور خدا نے کہا یہ سچے ہیں اس بات کو انہوں نے بھی تسلیم کیا مگر آج اتنی مثالیں ہوتے ہوئے بھی انہیں یہ پتہ نہ لگا کہ سب نبیوں میں انہیں عیب ہی نظر آتے رہے ہیں یہ لوگ سات ہزار سال سے نبیوں میں عیب دیکھتے چلے آئے ہیں پھر بھی ان کو پتہ نہ لگا کہ ان کی آنکھ میں نقص ہے اس لئے انہیں عیب نظر آتے ہیں ورنہ حضرت مرزا صاحب بھی خدا کے سچے نبی ہیں۔

ان لوگوں نے جو اعتراض کئے ہیں ان میں سے بعض موٹے موٹے میں نے سنے ہیں جنہیں سن کر حیرت ہوتی ہے۔

حضرت مسیح موعود اور حیض کا الزام

ان میں سے ایک اعتراض یہ ہے کہ حضرت صاحب کا الہام ہے یُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّرَوْا طَمْثَکَ۔ وَاللّٰہُ یُرِیْدُ اَنْ یُّرِیَکَ اِنْعَامَہٗ۔اَلْاِنْعَامَاتِ الْمُتَوَاتِرَۃَ [۶] حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کے معنی یہ لکھے ہیں "یہ لوگ خون حیض تجھ میں دیکھنا چاہتے ہیں یعنی ناپاکی اور پلیدی اور خباثت کی تلاش میں ہیں اور خدا چاہتا ہے کہ اپنی متواتر نعمتیں جو تیرے پر ہیں دکھلاوے" [۷]

پھر اس کی تشریح میں آپ تتمہ حقیقۃالوحی صفحہ ۱۴۳۔۱۴۴ میں تحریر فرماتے ہیں۔

"حیض ایک ناپاک چیز ہے مگر بچہ کا جسم اسی سے تیار ہوتا ہے اسی طرح جب انسان خدا کا ہو جاتا ہے تو جس قدر فطرتی ناپاکی اور گند ہوتا ہے جو انسان کی فطرت کو لگا ہوا ہوتا ہے اسی سے ایک روحانی جسم تیار ہوتا ہے یہی طمث (حیض) انسانی ترقیات کا نتیجہ ہے اسی بناء پر صوفیہ کا قول ہے کہ اگر گناہ نہ ہوتا تو انسان کوئی ترقی نہ کر سکتا۔ آدم کی ترقیات کا بھی یہی موجب ہوا' پس ہر ایک ابن آدم اپنے اندر ایک حیض کی ناپاکی رکھتا ہے مگر وہ جو سچے دل سے خدا کی طرف رجوع کرتا ہے وہی حیض اس کا ایک پاک لڑکے کا جسم تیار کر دیتا ہے۔ اسی بناء پر خدا میں فانی ہونے والے اطفال اللہ کہلاتے ہیں۔ لیکن یہ نہیں کہ وہ خدا کے درحقیقت بیٹے ہوتے ہیں۔ کیونکہ یہ تو کلمہ کفر ہے اور خدا بیٹوں سے پاک ہے بلکہ اس لئے استعارہ کے رنگ میں وہ خدا کے بیٹے کہلاتے ہیں کہ وہ بچہ کی طرح دلی جوش سے خدا کو یاد کرتے ہیں"۔ [۸]

یہ الفاظ ہیں جن پر مولوی تین دن ہنسی اڑاتے رہے اور کہتے رہے کہ مرزا صاحب کو اسی طرح حیض آتا تھا جس طرح عورتوں کو آتا ہے۔ اول تو حضرت صاحب نے خود تشریح کر دی ہے کہ حیض سے مراد طبعی کمزوریاں ہیں اور یہ استعارہ ہے۔ پس جب لکھنے والا کہتا ہے کہ حیض سے مراد حیض نہیں تو پھر بھی اس پر زور دینا اس سے زیادہ غیر شریفانہ کیا بات ہو سکتی ہے۔

اصطلاح حیض اور گذشتہ بزرگ

دوسرے یہ اصطلاح حضرت مرزا صاحب ہی کی نہیں ہے بلکہ جن کو یہ لوگ بزرگ کہتے ہیں انہوں نے بھی لکھا ہے چنانچہ مجالس الأبرار میں لکھا ہے وَاَمَّا الْکَرَامَۃُ بِمَعْنٰی ظُھُوْرِ اَمْرٍ خَارِقٍ لِّلْعَادَۃِ فَلَاعِبْرَۃَ لَھَا بَلْ ھِیَ حَیْضُ الرِّجَالِ [۹] کہ کرامت ولیوں کے لئے حیض کے طور پر ہوتی ہے کہ اسے چھپاتے ہیں۔

پس اگر سارے بزرگانِ اُمتِ محمدیہ کو حیض آتا تھا اور حضرت مرزا صاحب کو آیا تو کیا ہوا۔
پھر شیخ فرید الدین عطار یہی لفظ تذکرۃ الاولیاء کے صفحہ ۴۶۱ میں استعمال کرتے ہیں چنانچہ لکھتے ہیں۔

"جیسے عورتوں کو حیض آتا ہے ایسا ہی ارادت کے راستہ میں مریدوں کو حیض آتا ہے اور مرید کے راستہ میں جو حیض آتا ہے تو وہ گفتار سے آتا ہے اور کوئی مرید ایسا بھی ہوتا ہے کہ وہ اس حیض میں ہی پڑا رہتا ہے اور کبھی اس سے پاک نہیں ہوتا"۔ [۱۰]

بات یہ ہے کہ ہر مرید پر ایسی حالت آتی ہے جو حیض کی ہوتی ہے۔ جبکہ اس پر علوم کا دروازہ کھلتا ہے اس کی زبان پر جو دعوے آتے ہیں وہ حیض ہوتے ہیں پھر جس طرح حیض کے بند ہونے سے بچہ بنتا ہے اسی طرح ان کے دعوے کے بعد جب نتیجہ نکلتا ہے تو وہ بچہ ہوتا ہے پس اگر پہلوں نے اس لفظ کو استعمال کیا ہے تو کیا ہوا اگر حضرت مرزا صاحب نے بھی استعمال کر لیا۔ مگر اصل بات یہ ہے تَشَابَهَتْ قُلُوْبُهُمْ [۱۱] ان کے دل ان لوگوں سے مل گئے جو نبیوں پر اعتراض کرتے چلے آئے ہیں۔

مولویوں کی عربی دانی

مگر یاد رکھنا چاہئے کہ حضرت مسیح موعودؑ پر جو اعتراض کیا جاتا ہے وہ نہ صرف آپ کی تشریح کے خلاف ہے بلکہ ان لوگوں کی عربی دانی کو بھی ظاہر کرتا ہے کیونکہ طمث کے معنے لغت میں حیض ہی کے نہیں بلکہ گندگی اور فساد کے بھی ہیں اور چھوٹی سے چھوٹی لغت سے لے کر بڑی سے بڑی تک میں یہی ہیں۔ چنانچہ منجد جو بچے استعمال کرتے ہیں اس میں لکھا ہے۔ اَلطَّمْثُ۔ اَلدَّنَسُ۔ اَلْفَسَادُ۔ اَلدَّمُ۔ اَلرِّيْبَةُ [۱۲] یعنی اس کے معنے مَیل۔ فساد۔ خون۔ حیض۔ شک و شُبہ کے ہیں۔ اس لئے اس الہام کے یہ معنے ہوئے کہ لوگ چاہتے ہیں کہ تیرے اندر کوئی عیب اور بدی دیکھیں یا ایسی بات دیکھیں کہ جو شک اور شُبہ والی ہو۔ مگر خدا ان کو ناکام رکھے گا اور تیری صداقت کو پھیلائے گا۔ اب بتاؤ ان معنوں کی رو سے کونسا اعتراض اس کشف پر پڑ سکتا ہے خود حضرت صاحب نے اس کے معنے ناپاکی اور گندگی کئے ہیں۔ کیا یہ لوگ آپ کی ناپاکی اور گندگی کی تلاش نہیں کرتے۔ اسی الہام کی یہ صداقت ظاہر ہو رہی ہے جو کچھ ان لوگوں نے بیان کیا ہے۔

حضرت مسیح موعود کی ایک پیشگوئی مخالف مولویوں کے ذریعہ پوری ہوئی

یہ ایک حضرت صاحب کی زبردست پیشگوئی ہے جس کو مخالفوں نے پورا کیا ہے جب یہ لوگ ہنس رہے تھے تو اس کو پورا کر رہے تھے اور وہ یہ ہے کہ حضرت صاحب کو الہام ہوا تھا۔ تو مریم ہے۔ اس کے ساتھ ہی آپ کو یہ بھی بتایا گیا تھا کہ تیرے مخالف ایسے اُلّو ہیں کہ کہیں گے تم نے مریم ہونے کا دعویٰ کیا ہے کیا تمہیں حیض بھی آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس اعتراض کا ذکر اسی الہام میں کیا ہے کہ ایسا اعتراض کریں گے اور فرماتا ہے کہ اصل میں مریم سے مراد تو یہ ہے کہ تجھے اس مقام پر کھڑا کیا گیا کہ ابن مریم بنے۔ پس تو انعام متواترہ آتے آتے عیسیٰ بن جائے گا مگر یہ بدبخت حیض کے لیتھڑے ہی تلاش کرتے رہیں گے اب دیکھو یہ الہام پورا ہوا یا نہیں۔ جب حضرت صاحب نے دعویٰ کیا جب سے ہی یہ مولوی لیتھڑے تلاش کرنے میں لگے رہے اور آج بھی تلاش کر رہے ہیں۔ مگر خدا کے فضل نے حضرت صاحب کو عیسیٰ بنا دیا کوئی کہے کہ کیوں اس الہام سے یہ مراد نہیں کہ مرزا صاحب کو حیض آیا جبھی تو کہا ہے کہ لوگ دیکھتے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن کریم میں بعینہٖ اس طرح کے الفاظ آئے ہیں۔ چنانچہ آتا ہے اَلَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ؕ مَاتَرٰی فِیْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ فَارْجِعِ الْبَصَرَ هَلْ تَرٰی مِنْ فُطُوْرٍ [۱۳] فرمایا خدا نے سات آسمانوں کو پیدا کیا۔ خدا کی پیدائش میں تُو نے کوئی نقص نہیں دیکھا نظر دوڑا کر دیکھ کیا ان میں کوئی نقص ہے۔

اگر اس آیت کے یہ معنی ہیں کہ نقص تو ہے مگر نظر نہیں آتا تو حضرت مرزا صاحب کے متعلق بھی یہی ہونا چاہئے اور اگر یہ معنے ہیں کہ لوگ دیکھ دیکھ کر تھک جائیں تو بھی انہیں کوئی نقص نظر نہیں آئے گا کیونکہ کوئی نقص ہے ہی نہیں تو یہاں بھی یہی معنی ہونگے کہ یہ لوگ دیکھ دیکھ کر تھک جائیں گے انہیں کوئی عیب نظر نہیں آئے گا کیونکہ کوئی عیب ہے ہی نہیں۔ پس اس کے یہی معنی ہیں کہ حیض ہے ہی نہیں نظر کہاں سے آئے گا۔ تو یہ ایک پیشگوئی تھی جو مولویوں نے پوری کی ہے۔ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود کو کہا کہ مولوی چیتھڑے تلاش کریں گے کیونکہ گندہ انسان گندی چیز کو ہی تلاش کرتا ہے مگر تجھے خدا مسیح بنا دے گا۔

مبائعین و غیر مبائعین کا اختلاف

ایک اعتراض یہ کیا گیا ہے کہ چونکہ محمودی اور پیغامی آپس میں لڑ رہے ہیں اور ان کا اس بات پر اختلاف ہے

کہ مرزا صاحب کا دعویٰ کیا تھا اس سے معلوم ہوا کہ ان کا دعویٰ ہی ثابت نہیں ہے۔ حضرت مسیح نے کہا ہے لوگوں کو اپنی آنکھ کا شہتیر نظر نہیں آتا مگر دوسرے کی آنکھ کا تنکا نظر آتا ہے یہی حالت ان لوگوں کی ہے۔ اگر اختلاف کی وجہ سے یہ کہا جا سکتا ہے کہ حضرت مرزا صاحب کے دعویٰ کی تعیین نہیں ہے اور مرزا صاحب جھوٹے ہیں تو کیوں یہ لوگ حضرت عیسیٰ کو جھوٹا نہیں کہتے کیونکہ عیسائی انہیں خدا کا بیٹا کہتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ وہ خدا کا نبی تھا۔ یہ اختلاف ہے یا نہیں۔ پھر کیا اس سے حضرت عیسیٰ جھوٹے ثابت ہوئے؟ پھر حضرت مسیح موعود کو جانے دو رسول کریم ﷺ کے متعلق ہی دیکھ لو۔ مسلمانوں میں ایسے لوگ موجود ہیں جو رسول کریم ﷺ کی نسبت مانتے ہیں کہ درحقیقت ان کا حق نبوت کا نہ تھا اصل میں حق حضرت علی کا تھا مگر جبرائیل بھول کر آپ کے پاس چلا گیا پھر مسلمانوں میں سے ہی وہ بھی ہیں جو مانتے ہیں کہ اسی وجود میں رسول کریم ﷺ واپس دنیا میں آئیں گے اور رسول کریم ﷺ کی رجعت کے تناسخ کے طور پر قائل ہیں۔ کیا ان باتوں سے یہ سمجھا جائے کہ قرآن کریم کا مفہوم ہی مشخّص نہیں۔ میں پوچھتا ہوں کہ کونسی بات ہے جس میں اختلاف نہیں کوئی نبی ایسا نہیں ہوا کہ اس کے بعد اس کے ماننے والوں میں اختلاف نہیں ہوا۔ پس ہمارا اور پیغامیوں کا اختلاف محض ایسا ہی اختلاف ہے جیسا کہ پہلے نبیوں کے بعد ان کی امتوں میں ہوتا رہا اس کا حضرت مسیح موعود کے دعویٰ پر اثر نہیں پڑ سکتا۔ پھر رسول تو رسول خدا کے متعلق بھی اختلاف موجود ہے مسلمان کہلانے والے ایسے ہیں کہ جو ذرہ ذرہ کو خدا سمجھتے ہیں اور وہ بھی ہیں جو کہتے ہیں خدا مجسم آسمان پر بیٹھا ہے۔ پس رسالت تو الگ رہی خدا کی خدائی میں بھی اختلاف ہے کیا اس سے خدا تعالیٰ کی ذات پر کوئی اعتراض پڑ سکتا ہے؟

خلیفۃ اللہ

پھر حضرت مرزا صاحب پر اعتراض کیا گیا ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں خدا کا جانشین ہوں اب عجیب بات ہے ادھر تو یہ اعتراض کرتے ہیں ادھر بادشاہ کو خلیفۃ اللہ کہتے ہیں۔ اگر جانشین کے یہ معنی ہیں کہ جس کا کوئی جانشین ہو وہ فوت ہو جائے اور اس کی جگہ وہ بیٹھے تو کیا نَعُوْذُ بِاللّٰہِ خدا فوت ہو گیا ہے اگر نہیں تو پھر حضرت مرزا صاحب پر اعتراض کیسا؟

خدا ہونے کے دعوے کا الزام

پھر کہا گیا ہے مرزا صاحب کہتے ہیں میں خدا ہوں حالانکہ حضرت مسیح موعود تو ہمیشہ لکھتے رہے ہیں کہ میں انسان ہوں اور انسان بھی رسول کریم ﷺ جیسا نہیں۔ پس جب رسول کریم ﷺ کو آپ خدا

نہیں مانتے اور اپنے متعلق کہتے ہیں کہ میں آپ کے غلاموں میں سے ایک غلام ہوں تو کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ میں خدا ہوں۔ اگر کہو مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا خدا ہوں [۱۴] تو میں کہتا ہوں رسول کریم ﷺ کہتے ہیں ایسے بہت سے خدا ہیں۔ حدیث میں آتا ہے کہ نوافل پڑھنے سے انسان اس مقام پر پہنچ جاتا ہے کہ اس کے کان' آنکھ' ہاتھ' پاؤں خدا کے ہو جاتے ہیں [۱۵] اب جس قدر مؤمن ہیں ان سب کو خدا کہہ دو۔ پھر اگر اسی طرح خدائی کا دعویٰ نکل سکتا ہے جس طرح حضرت مرزا صاحب کے متعلق نکالا جاتا ہے تو اس طرح محمد ﷺ کا بھی خدائی کا دعویٰ ثابت ہو جائے گا کیونکہ قرآن کریم میں آتا ہے۔ مَارَمَیْتَ اِذْرَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی [۱۶] خدا تعالیٰ فرماتا ہے تو نے نہیں مارا تھا جب مارا تھا بلکہ اللہ نے مارا تھا۔ ہم کہتے ہیں کنکر تو رسول کریم ﷺ نے پھینکے تھے مگر کہا گیا ہے کہ خدا نے پھینکے اس پر کیا یہ اعتراض نہیں پڑتا کہ رسول کریم اپنا پھینکنا خدا کا پھینکنا قرار دیکر خدا بنتے ہیں۔ اگر نہیں بلکہ اس کی تاویل کی جائے گی تو کیوں اسی طرح حضرت مرزا صاحب کے الفاظ کی تاویل نہیں کی جاتی؟

ابن اللہ ہونے کا دعویٰ

پھر کہا جاتا ہے مرزا صاحب نے ابن اللہ ہونے کا دعویٰ کیا۔ چنانچہ ان کا الہام ہے اَسْمَعُ وَلَدِیْ یہ تو جھوٹ ہے کہ آپ کا یہ الہام ہے یہ کتابت کی غلطی ہے۔ اصل الہام جہاں شائع ہوا وہاں صحیح ہے یعنی وَلَدِیْ کی جگہ وَاَرٰی [۱۷] ہے مگر باوجود یہ بتا دینے کے مولوی اعتراض کرتے رہتے ہیں کیا اس طرح قرآن کی کتابت کی غلطیاں پیش کر کے آیات پر اعتراض کیا جا سکتا ہے اس طرح جب غیر مذاہب کے لوگ اعتراض کرتے ہیں تو جو جواب مولوی صاحبان ان کو دیتے ہیں وہی اس الہام کے متعلق ہمارا ہے کہ اصل الہام جو شائع شدہ ہے وہ صحیح ہے اور اس پر کوئی اعتراض نہیں پڑتا۔

باقی رہا الہام اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ وَلَدِیْ [۱۸] اس کے معنی یہ ہیں کہ تُو بیٹے کے مرتبہ پر ہے یہ نہیں کہ تو بیٹا ہے۔ میں پوچھتا ہوں اعتراض کرنے والوں نے کبھی سنا ہے کہ کسی نے بھائی کو کہا ہو تو میرے لئے بھائی کے مقام پر ہے۔ یا بھائی کو کہتے ہوں کہ تُو بھائی کے مقام پر ہے یہ اسی کو کہا جاتا ہے جو اصل میں بھائی نہیں ہوتا اور اس سے تعلق کے اظہار کے لئے کہا جاتا ہے اسی طرح حضرت مرزا صاحب کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تُو مجھے ایسا پیارا ہے جیسے بچہ پیارا ہوتا ہے [۱۹] اور رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے خدا تعالیٰ اپنے بندوں کے ساتھ اس سے بھی زیادہ پیار کرتا ہے جتنا ماں اپنے بچہ سے کرتی ہے چنانچہ بدر کی لڑائی کے وقت ایک عورت نہایت گھبرائی ہوئی پھر

رہی تھی رسول کریم ﷺ نے صحابہ کو فرمایا تم نے اس کی حالت دیکھی جب اس کو بچہ مل گیا تو آرام سے بیٹھ گئی خدا اس سے بھی زیادہ اپنے بندوں سے محبت کرتا ہے جتنی کہ ماں اپنے بچہ سے کرتی ہے۔ [۲۰] اس طرح آپ نے سب بندوں کو خدا کا بچہ بلکہ اس سے بڑھ کر قرار دیا ہے۔ پھر وَلَدٌ کے معنی لغت میں مقرب کے لکھے ہیں یہی کرلو۔

حضرت مرزا صاحب اور مریمیّت کا درجہ

پھر کہتے ہیں مرزا صاحب نے حاملہ ہونے کا دعویٰ کیا۔ کیونکہ کہتے ہیں پہلے میں مریم تھا پھر عیسیٰ بن گیا۔ مگر یہ اعتراض ایسا ہی ہے جیسے کوئی کہے قرآن کریم میں خدا تعالیٰ نے بتایا ہے بعض مؤمن مریم کی طرح ہیں [۲۱] اور بعض فرعون کی بیوی کی طرح [۲۲] اس لئے سب مؤمنوں کو حمل بھی ہونا چاہئے۔ اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایک وقت مریم کی طرح کہا گیا اور بعد میں عیسیٰ تو حمل کہاں سے نکل آیا۔ اگر حضرت عیسیٰ کا درجہ مریم سے بڑا ہے اور قرآن کریم کہتا ہے کہ مومن پر ایک درجہ مریمیّت کا آتا ہے تو میں پوچھتا ہوں اس عیسیٰ پر جو مریم کے پیٹ سے پیدا ہوا یہ درجہ آیا تھا یا نہیں۔ اگر آیا تھا تو وہ جس طرح مریم عیسیٰ بن گیا تھا اسی طرح حضرت مسیح موعود بھی بن گئے۔ اگر نہیں آیا تھا تو پھر وہ عیسیٰ نہیں بن سکتے کیونکہ قرآن کہتا ہے مؤمن پر پہلے مریمیّت کا درجہ آتا ہے۔ حضرت عیسیٰ کی ماں مریم کو جانے دو کہ یہ جسمانی رشتہ ہے روحانی لحاظ سے خدا تعالیٰ فرماتا ہے مومن مریم کے درجہ پر آتا ہے اور مریم کی صفت یہ بتائی کہ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا۔ [۲۳] وہ نبی نہیں ہوتا مگر مقدس اور عیبوں سے پاک ہوتا ہے اگر حضرت عیسیٰ پر یہ زمانہ آیا اور ضرور آیا تو وہ اس زمانہ میں مریم تھے اور پھر جس طرح اس سے بغیر حمل کے عیسیٰ بن گئے اسی طرح حضرت مرزا صاحب بھی مریم کے درجہ سے عیسیٰ بن گئے اگر حضرت عیسیٰ پر مریمیّت کا زمانہ نہیں آیا تو نَعُوْذُ بِاللّٰهِ کہنا پڑے گا کہ وہ گندے اور ناپاک تھے پس یا تو یہ مانو کہ نبوت سے پہلے وہ نجس اور ناپاک زندگی بسر کرتے تھے یا یہ کہو کہ پاک زندگی بسر کرتے تھے مگر نبی نہ تھے۔ اگر ان پر نجس میں مبتلاء ہونے کا زمانہ آیا تو یہ اور بھی خطرناک حملہ ہے اور اگر تقدیس تھی مگر نبوت نہ تھی تو وہ بھی اس زمانہ میں قرآن کریم کی اصطلاح میں مریم تھے پھر جس طرح وہ عیسیٰ بنے اسی طرح حضرت مرزا صاحب بھی بن گئے۔

حضرت عیسیٰ کا باپ بننا

پھر کہا گیا ہے مرزا صاحب نے حضرت عیسیٰ کا باپ ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور وہ اس طرح کہ کہتے ہیں مریم سے عیسیٰ بن گئے حالانکہ

جب آپ اپنے متعلق مریم کا لفظ بولتے ہیں تو صاف بتاتے ہیں کہ اس سے مراد روحانی درجہ ہے اگر درجہ بدلنا باپ ہونا ہے تو قرآن نے ایسے سات باپ بتائے ہیں کہ ایک شخص سات دفعہ اپنا باپ بنتا جاتا ہے۔ قرآن نے سات درجے مؤمن کے بتائے ہیں۔ چنانچہ فرمایا۔ قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ۔ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ۔ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ۔ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فَاعِلُوْنَ۔ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ۔ اِلَّا عَلٰى اَزْوَاجِهِمْ اَوْمَامَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ۔ [۲۴] پس اگر مدارج کے فرق کے معنی یہ ہیں کہ پہلا درجہ دوسرے کا ماں یا باپ ہوتا ہے تو کوئی یہ بھی مان سکتا ہے کہ حضرت مرزا صاحب حضرت عیسٰی کی ماں بن گئے لیکن اگر ایسا نہیں تو پھر حضرت صاحب پر کیسا اعتراض۔ پھر اگر حضرت صاحب کہتے ہیں کہ میں سچ مچ مریم ہوں۔ تو بھی اعتراض کیا جاسکتا تھا لیکن اگر مریم سے مراد آپ مریم کی حالت پاکیزگی لیتے ہیں تو اعتراض کیسا؟ دیانت اور شرافت کا تقاضا یہ ہے کہ قائل کے کلام اور مراد کو دیکھا جائے مگر افسوس کہ ہمارے مخالفین اس سے بالکل عاری ہو گئے ہیں۔

حضرت مرزا صاحب کے مختلف نام

پھر کہا گیا ہے مرزا صاحب کبھی اپنے آپ کو مریم کہتے ہیں کبھی ذوالقرنین، کبھی عیسٰی، کبھی کرشن ہم انہیں کیا سمجھیں میں کہتا ہوں سب کچھ ایک وجود کو ہی کہہ سکتے ہیں رسول کریم ﷺ کو نبی، رسول، خاتم النّبیّن، بشارت، عیسٰی، مثیل عیسٰی، دعائے ابراہیم کہا جاتا ہے یا نہیں اسی طرح رسول کریم ﷺ نے اپنے آپ کو ماحی، عاقب، حاشر کہا ہے یا نہیں [۲۵] اگر رسول کریم ﷺ ایک وقت میں یہ سب کچھ کہلا سکتے ہیں تو مرزا صاحب وہ کیوں نہیں کہلا سکتے جو وہ اپنے متعلق فرماتے ہیں۔ اگر رسول کریم ﷺ ایک وقت میں تمام پہلے انبیاء کے مثیل ہو سکتے ہیں تو آپ کا غلام کیوں نہیں ہو سکتا؟

پھر پہلے انبیاء کو جانے دو پچھلے اولیاء کے ہی متعلق دیکھ لو۔ شیعوں کے جو بارہ امام مانے جاتے ہیں اور ہم بھی انہیں نیک مانتے ہیں ان میں سے ایک کا قول ہے کہ میں آدم ہوں میں موسٰی ہوں میں عیسٰی ہوں وغیرہ۔ پھر حضرت مرزا صاحب پر کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ دیکھو ایک شخص اگر ایک استاد سے فارسی پڑھے ایک سے عربی ایک سے انگریزی تو کیا یہ نہ کہے گا کہ میں نے یہ یہ علم فلاں فلاں سے پڑھے اسی طرح جتنے نبیوں کے علم تھے وہ چونکہ حضرت مسیح موعود کو سکھائے گئے کیونکہ آپ محمد ﷺ کے بروز تھے اس لئے یہ چند نام کیا اگر آپ کے ایک لاکھ

چوبیس ہزار نام ہوں تو بھی ٹھیک ہیں۔

حضرت مرزا صاحب اور رسول کریم کے معجزات

پھر یہ اعتراض کیا گیا ہے کہ مرزا صاحب اپنے معجزات رسول کریم ﷺ سے بھی زیادہ بتاتے ہیں۔ ایک جگہ اپنے معجزے تین لاکھ لکھے ہیں [۲۶]۔ اور رسول کریم ﷺ کے تین ہزار۔[۲۷]

اس کے متعلق اول تو میں یہ کہوں گا کہ حضرت مرزا صاحب نے اپنے معجزوں کی تعداد کا ذکر کرتے ہوئے رسول کریم ﷺ کا استثناء کیا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں۔

"اگر یہ اعتراض ہو کہ اس جگہ وہ معجزات کہاں ہیں تو میں صرف یہی جواب نہیں دوں گا کہ میں معجزات دکھلا سکتا ہوں بلکہ خدا تعالیٰ کے فضل اور کرم سے میرا جواب یہ ہے کہ اس نے میرا دعویٰ ثابت کرنے کے لئے اس قدر معجزات دکھائے ہیں کہ بہت ہی کم نبی ایسے آئے ہیں جنہوں نے اس قدر معجزات دکھائے ہوں۔ بلکہ سچ تو یہ ہے کہ اس نے اس قدر معجزات کا دریا رواں کر دیا ہے کہ باستثناء ہمارے نبی ﷺ کے باقی تمام انبیاء علیہم السلام میں ان کا ثبوت اس کثرت کے ساتھ قطعی اور یقینی طور پر محال ہے"۔ [۲۸]

دوسرے رسول کریم ﷺ کے جو تین ہزار معجزے بیان کئے ہیں یہ معجزات کی قسمیں ہیں اور اپنے جو تین لاکھ معجزے بتائے ہیں یہ اپنی ذات میں الگ الگ معجزے ہیں۔ پس اگر حضرت مرزا صاحب نے اپنے ۳ لاکھ معجزے لکھے ہیں تو رسول کریم ﷺ کے کئی کروڑ ہوئے اور آج تک ظاہر ہو رہے ہیں۔

پھر حضرت مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ جو میرا معجزہ ہے وہ بھی دراصل رسول کریم ﷺ کا معجزہ ہے اس طرح بھی رسول کریم ﷺ کے معجزے ۳ لاکھ اور تین ہزار ہو گئے اور یہ تو ہمارے مخالف بھی مانتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ کی امت کے معجزے آپ ہی کے معجزے ہیں۔ پھر حضرت مرزا صاحب جب کہ رسول کریم ﷺ کی امت میں سے ہیں تو آپ کے معجزے رسول کریم ﷺ کے معجزوں سے کس طرح زیادہ ہو گئے۔

خدا کے جھوٹ بولنے کا عقیدہ

پھر ایک یہ اعتراض کیا گیا ہے کہ مرزا صاحب نے کہا ہے خدا جھوٹ بولتا ہے اور یہ کہنے والا مرتضیٰ حسن دیوبندی

ہے حالانکہ دیوبندی وہ ہیں جنہوں نے خدا کے جھوٹ بولنے پر رسالہ لکھا ہے اور ان پر جن باتوں کی وجہ سے کفر کا فتویٰ لگایا گیا ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ان لوگوں کا عقیدہ ہے کہ خدا جھوٹ بول سکتا ہے حضرت مسیح موعود نے اس قسم کی ناسزا باتوں سے خدا تعالیٰ کو بالکل منزّہ قرار دیا ہے مگر باوجود اس کے ان مولویوں کی دیانت داری اور ایمانداری کا یہ حال ہے کہ آپ پر یہ الزام لگاتے ہیں اور استدلال اس سے کرتے ہیں کہ آپ نے لکھا ہے کہ خدا تعالیٰ وعید کو ٹلا دیتا ہے حالانکہ ان کی اپنی کتابوں میں لکھا ہے کہ وعید کا ٹالنا جھوٹ بولنا نہیں کہلا سکتا۔ کیا کبھی کسی نے دیکھا ہے کہ ایک شخص اگر کسی کو کہے کہ میں تمہیں ماروں گا مگر پھر اسے معاف کر دے تو کوئی اُلّو اسے کہے گا کہ اس نے جھوٹ بولا ہے کیونکہ مارنے کا کہہ کر پھر اس نے مارا نہیں اسے کوئی عقلمند جھوٹ نہیں کہہ سکتا اور اگر کسی چوہڑے چمار سے بھی پوچھا جائے گا تو وہ بھی اسے جھوٹ نہیں کہے گا مگر یہ مولوی بڑی بڑی داڑھیوں والے منبر پر چڑھ کر ناچتے اور شور مچاتے ہیں کہ مرزا صاحب نے خدا کو جھوٹ بولنے والا قرار دیا ہے چنانچہ امرتسر کے ایک مولوی نے مرتضیٰ حسن دیوبندی کی تقریر میں تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۳۴ کی عبارت پڑھ کر سنائی۔

"کبھی خدا تعالیٰ وعدہ کرتا ہے اور اس کو پورا نہیں کرتا"۔ [۲۸]

حالانکہ اس کے متعلق اسی جگہ حضرت مسیح موعود نے صاف لکھا ہے کہ "یہ قول حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ کا ہے اور اس کے متعلق سید عبدالقادر جیلانیؒ فرماتے ہیں قَدْیُوْعَدُ وَلاَ یُوَفّٰی یعنی کبھی خدا تعالیٰ وعدہ کرتا ہے اور اس کو پورا نہیں کرتا۔ اس قول کے بھی یہی معنی ہیں کہ اس وعدہ کے ساتھ مخفی طور پر کئی شرائط ہوتے ہیں اور خدا تعالیٰ پر واجب نہیں کہ تمام شرائط ظاہر کرے پس اس جگہ ایک کچا آدمی ٹھوکر کھا کر منکر ہو جاتا ہے اور کامل انسان اپنے جہل کا اقرار کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آنحضرت ﷺ بدر کی لڑائی کے وقت باوجود یکہ فتح کا وعدہ تھا بہت رو رو کر دعا کرتے رہے اور جناب الٰہی میں عاجزانہ یہ مناجات کی کہ اَللّٰھُمَّ اِنْ اَھْلَکْتَ ھٰذِہِ الْعِصَابَۃَ فَلَنْ تُعْبَدَ فِی الْاَرْضِ اَبَدًا۔ [۳۰] کیونکہ آپ اس سے ڈرتے تھے کہ شاید اس وعدہ کے اندر کوئی مخفی شرائط ہوں۔ جو پوری نہ ہو سکیں ہر کہ عارف ترست ترساں تر"۔ [۳۱]

ملازمت کرنے کا اعتراض

پھر یہ اعتراض کیا گیا ہے کہ مرزا صاحب انگریزوں کے ملازم رہے ہیں مگر معلوم نہیں ہوا کہ یہ کیا اعتراض ہے کہاں لکھا ہے کہ نبی کسی کا ملازم نہیں ہوتا؟ میں اعتراض کرنے والوں سے پوچھتا ہوں کیا تم قرآن میں نہیں پڑھتے کہ حضرت یوسف کافر بادشاہ کے نوکر تھے؟ پھر تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ حضرت مرزا صاحب پر اعتراض کرتے ہو۔ اس کی یہی وجہ ہے کہ قرآن تمہارے دماغوں سے نکل گیا ہے۔ تم لوگ سورۃ یوسف میں حضرت یوسف کے متعلق پڑھتے ہو اس کے گیت گاتے ہو اس میں لکھا ہے کہ حضرت یوسف نے کافر بادشاہ کی ملازمت کی پھر حضرت مرزا صاحب پر کیوں اعتراض کرتے ہو؟ کہا جاتا ہے کہ وہ بادشاہ حضرت یوسف پر ایمان لے آیا تھا مگر کیا انکے قید ہونے سے پہلے یا بعد؟ حضرت یوسف نے ملازمت تو قید سے چھوٹتے ہی کی تھی اور قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے بھائیوں کے ان کے پاس آنے تک وہ بادشاہ ان پر ایمان نہیں لایا تھا کیونکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے مَاكَانَ لِيَأْخُذَ أَخَاهُ فِيْ دِيْنِ الْمَلِكِ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ [۳۲] حضرت یوسف اپنے بھائی کو اپنے پاس رکھنا چاہتے ہیں لیکن بادشاہ کے قانون کے ماتحت نہ رکھ سکتے تھے۔ اگر بادشاہ ان پر ایمان لے آیا تھا تو پھر اس کے قانون کے ماتحت نہ رکھ سکنے کا کیا مطلب؟ قانون تو سب حضرت یوسف کے اختیار میں ہوتے۔ پھر بظاہر تو یہ اعتراض حضرت مرزا صاحب پر کیا گیا ہے مگر یہ پڑتا رسول کریم ﷺ پر ہے جنہوں نے حضرت خدیجہ کی ملازمت کی۔ [۳۳] کیا وہ رسول کریم ﷺ کی رسالت سے قبل مسلمان تھیں؟ یا وہی جو مکہ کے لوگ تھے اگر مسلمان تھیں تو پھر حدیث میں جو یہ آتا ہے کہ وہ رسول کریم ﷺ پر ایمان لائیں اس کا کیا مطلب ہے اگر یہ کہا جائے کہ اس وقت رسول کریم ﷺ نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا تھا تو یہی بات حضرت مرزا صاحب کے متعلق کہی جاسکتی ہے کیونکہ آپ نے بھی اس وقت تک نبوت کا دعویٰ نہیں کیا تھا۔

پھر حضرت لقمان کو یہ لوگ نبی مانتے ہیں اور ان کے متعلق ان کی کتابوں میں لکھا ہے کہ وہ ایک جگہ ملازم رہے۔

زوج کے معنی

پھر کہا گیا ہے کہ مرزا صاحب نے زوج کے معنی بہن کئے ہیں اور اس طرح اپنی بیوی کو بہن قرار دیا ہے میں کہتا ہوں کہاں گئے ان لوگوں کے علوم کہاں سے ثابت ہے کہ زوج صرف بیوی کو کہتے ہیں۔ دو جڑے ہوئے آموں کو بھی زوج کہتے ہیں دوست کو بھی زوج کہتے ہیں ہاں بیوی کو بھی کہتے ہیں۔ اسی طرح بہن جو توام پیدا ہوئی ہو اسے

زوج کہنے میں کیا حرج ہے۔

یَا مَرْیَمُ اسْکُنْ

پھر کہا گیا ہے مرزا صاحب کا الہام ہے یَا مَرْیَمُ اسْکُنْ۔ [۳۴] مگر مریم عورت ہے اور اسکن مذکر کا صیغہ ہے سنا ہے کہ مولویوں نے یہ اعتراض بڑے مزے لے لے کر کیا اور بار بار لوگوں کو سنایا ہے مگر مجھے حیرت ہے کہ ان مولوی کہلانے والوں' عربی دانی کا دعویٰ کرنے والوں' صرف و نحو اور بلاغت کے مدعیوں کو کیا ہو گیا ان کے سب علوم حضرت مرزا صاحب کی مخالفت کی وجہ سے سلب ہو گئے اور یہ علم سے بالکل جاہل اور کورے رہ گئے انہیں اتنا معلوم نہیں کہ عربی کا قاعدہ ہے کہ جب استعارہ کے طور پر مونث کا لفظ مذکر کے لئے استعمال کیا جائے تو اس کے لئے ضمائر مذکر ہی آتے ہیں جیسا کہ قرآن میں بَلْدَۃً مَّیْتًا [۳۵] آیا ہے۔ مَیْتَۃً نہیں آیا اب کیا یہ مولوی قرآن میں غلطی قرار دیں گے اور اس پٹھان کی مثال کو زندہ کریں گے جس کے متعلق مشہور ہے کہ اس نے کہیں پڑھا کہ رسول کریم ﷺ نے نماز پڑھتے ہوئے بچہ اٹھا لیا تو کہنے لگا خوہ محمد صاحب کا نماز ٹوٹ گیا کیونکہ انہوں نے حرکت کبیرہ کیا اور قدوری میں لکھا ہے کہ اس طرح نماز ٹوٹ جاتا ہے۔ اسی طرح اب یہ مولوی صاحب بھی کہیں کہ قرآن میں مَیْتًا کی بجائے مَیْتَۃً آنا چاہئے تھا اور یہ قرآن کریم کی غلطی ہے اسی طرح قرآن کریم میں آتا ہے اَلسَّمَآءُ مُنْفَطِرٌۢ بِہٖ [۳۶] حالانکہ سَمَاء کا لفظ جبکہ مونث ہے تو کہنا چاہئے تھا اَلسَّمَآءُ مُنْفَطِرَۃٌ لیکن اونچی چیز چونکہ مذکر ہے۔ اس لئے مُنْفَطِرٌ مذکر کا صیغہ استعمال کیا گیا یہ بھی ان لوگوں کے نزدیک قرآن کریم کی غلطی ہو گی اس کی بھی اصلاح ہونی چاہئے۔ ان کی مثال تو اس شخص کی سی ہے جسے کسی نے کہا تھا قرآن لکھ دو وہ لکھ کر لے آیا لکھانے والے نے پوچھا ٹھیک لکھا ہے کوئی غلطی تو نہیں رہ گئی؟ کہنے لگا میں نے تو ٹھیک لکھا ہے لیکن پہلے قرآن میں بعض غلطیاں تھیں ان کی اصلاح کر دی ہے چونکہ قرآن کریم کلام اللہ ہے جو پاک ہے اور کوئی بُرا لفظ اس میں نہیں ہونا چاہئے اسلئے جہاں جہاں شیطان یا فرعون یا ابلیس یا خنزیر وغیرہ الفاظ تھے وہاں کہیں میں نے اپنے باپ کا نام لکھ دیا ہے اور کہیں تمہارے باپ کا۔ یہی مثال ان آج کل کے مولویوں کی ہے یہ بھی ان الفاظ کو کاٹ دیں جو ان کے علم اور عقل کے ماتحت غلط ہیں اور انکی جگہ اور رکھ دیں۔

خاتم الکمالات کا مطلب

پھر کہا گیا ہے چونکہ مرزا صاحب نے کہا ہے مجھ پر کمالات ختم ہو گئے ہیں میرے بعد اب کوئی کامل نہ ہو گا اس لئے مرزا صاحب

دنیا کے لئے زحمت ہوئے نہ کہ رحمت۔ کسی نے سچ کہا ہے۔" لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا" ہم کہتے ہیں جس طرح حضرت مرزا صاحب نے کہا ہے کہ مجھ پر کمالات ختم ہوئے اسی طرح محمد ﷺ نے کہا ہے کہ میں خاتم النّبیّن ہوں اور اس کے یہ معنی کر کے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا آپ لوگوں نے مان لیا ہے کہ رسول کریم ﷺ (نَعُوْذُ بِاللّٰہِ) دنیا کے لئے زحمت تھے رحمت نہ تھے۔ تم نے حضرت مرزا صاحب پر جو اعتراض کیا ہے اس کا ہمارے پاس تو جواب ہے مگر تمہارے اس اعتراض کا کوئی جواب نہیں جو تمہارے خیال کی وجہ سے رسول کریم ﷺ پر پڑتا ہے کیونکہ حضرت مرزا صاحب نے تو لکھا ہے کہ میرے بعد کسی کو کمال حاصل نہیں ہو سکتا سوائے اس کے جو میری پیروی سے کامل بنے۔ [۳۷] اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ آپ کے بعد صاحب کمال ہونگے مگر آپ کے اتباع سے لیکن تم لوگوں نے نبوت کا دروازہ بند کر دیا اور تمہارے اعتقاد کے رو سے اب کسی کو کمال حاصل نہیں ہو سکتا۔

خدا تعالیٰ کا قلم چھڑکنا

پھر کہا گیا ہے مرزا صاحب لکھتے ہیں خدا تعالیٰ نے دستخط کرتے وقت قلم چھڑکا اور اس سے سرخی کے نشان کپڑے پر پڑ گئے لیکن اگر خدا نے قلم چھڑکا تھا تو خدا کا ہاتھ ماننا پڑا اور خدا محدود ہو گیا پھر اس چھینٹے سے سارا قادیان ہی بہہ جانا چاہئے تھا کیونکہ خدا کا ہاتھ انسان کے ہاتھ جتنا نہیں ہو سکتا۔ بلکہ بہت بڑا ہو گا۔ میں کہتا ہوں یہ لوگ کیسے نادان ہیں خدا تعالیٰ کے ہاتھ اور پاؤں کا ذکر حدیثوں میں پڑھتے ہیں اور پھر کہتے ہیں خدا کا ہاتھ ہونے سے وہ محدود ہو گیا۔ دوزخ کے متعلق حدیث میں آتا ہے کہ وہ کہے گی میں ابھی نہیں بھری اس وقت خدا اس میں اپنا پاؤں ڈالے گا اور وہ کہے گی اب میں بھر گئی ہوں۔ [۳۸] یہ لوگ اہلحدیث کہلاتے ہیں مگر بخاری اور مسلم بھی نہیں مانتے۔ اگر خدا تعالیٰ کا پاؤں دوزخ میں پڑا اور وہ بھر گئی تو خدا کا پاؤں محدود ہو گیا پھر قادیان خدا کے چھینٹے سے نہیں بہہ سکتی کیونکہ خدا تعالیٰ کے اور چھینٹوں کا بھی ذکر آتا ہے جن پر وہ پڑیں گے وہ بہہ نہیں جائیں گے بلکہ زندہ ہو جائیں گے۔ چنانچہ آتا ہے دوزخی جب دوزخ سے نکالے جائیں گے تو جل کر کوئلہ ہو چکے ہوں گے اس وقت خدا ان پر زندگی کے پانی کا چھینٹا دے گا اور وہ زندہ ہو جائیں گے [۳۹] میں کہتا ہوں جس ہاتھ سے اس وقت دے گا اسی سے اس نے وہ چھینٹا دیا جس کا ذکر حضرت مرزا صاحب نے کیا ہے کیا کوئلہ سے انسان زندہ ہو جائیں گے یا بہہ جائیں گے۔ اگر وہاں بہہ نہیں جائیں گے بلکہ نتیجہ یہ ہو گا کہ زندہ ہو جائیں گے تو اسی طرح حضرت مرزا صاحب پر جو چھینٹا پڑا اس سے آپ زندہ

ہو گئے اگر وہ سارا چھینٹا ساری قادیان پر پڑتا تو قادیان بہہ نہ جاتی بلکہ اس میں رہنے والے سارے کے سارے زندہ ہو جاتے اور پھر ہمیں اس جگہ یزیدی صفت لوگ نظر نہ آتے مگر وہ چھینٹا صرف مرزا صاحب پر پڑا اس لئے آپ ہی زندہ ہوئے یا وہ جو آپ کے دامن سے وابستہ ہو گئے۔

خدا کو بیٹھے ہوئے دیکھنا

پھر اعتراض کیا گیا ہے کہ مرزا صاحب نے لکھا ہے خدا کو دیکھا کہ وہ بیٹھا ہوا تھا کیا خدا آدمی تھا۔

یہ اعتراض بھی ان لوگوں کی جہالت کا نتیجہ ہے حدیث میں آتا ہے ابی ابن کعب فرماتے ہیں رسول کریم ﷺ نے فرمایا۔ میں نے خدا کو دیکھا ہے جو ایک خوبصورت نوجوان کی شکل میں تھا سبز لباس تھا اور سونے کی کرسی پر تھا اور سونے کی جوتیاں پہنے تھا۔[۴۰] اس کشف پر یہ مولوی اعتراض نہیں کرتے مگر حضرت مرزا صاحب کے کشف کے متعلق باتیں بنانے لگتے ہیں کبھی کہا جاتا ہے قلم کہاں سے آیا تھا کبھی کہا جاتا ہے چھینٹا کیوں پھینکا۔ ہم تو کہتے ہیں خدا سونے کی جوتی بھی استعمال کرتا ہے سونے کی کرسی پر بھی بیٹھتا ہے وہ نوجوان صفت بھی ہے اور تم ان باتوں کو مانتے ہو پھر جب حضرت صاحب کا کوئی کشف تمہارے سامنے آئے تو اس وقت تمہارا کفر کیوں پھوٹ پڑتا اور تمہارا کوڑھ کیوں ظاہر ہونے لگتا ہے۔ اسی طرح ابن عباس کہتے ہیں کہ میں نے خدا کو سبز لباس میں دیکھا[۴۱] یہ روایت کِتَابُ الْاَسْمَاءِ وَالصِّفَاتِ میں لکھی ہے۔

طاعون کے متعلق پیشگوئی

پھر کہا گیا ہے کہ مرزا صاحب نے لکھا تھا کہ قادیان میں طاعون نہیں آئے گی مگر آئی۔ میں کہتا ہوں حضرت مرزا صاحب نے یہ نہیں لکھا تھا بلکہ یہ لکھا تھا کہ طاعون آئے گی مگر ہمارا گھر بچایا جائے گا[۴۲] میں اس شخص کو دس ہزار روپیہ دیتا ہوں جو حضرت مرزا صاحب کی کسی تحریر سے یہ الفاظ نکال دے کہ قادیان طاعون سے بالکل محفوظ رہے گی اور یہاں کوئی آدمی طاعون سے نہ مرے گا۔ آپ نے جو کچھ لکھا تھا وہ یہ تھا کہ طاعون آئے گی مگر یہ جگہ طاعون جارف سے بچائی جائے گی[۴۳] اور یہ دونوں باتیں پوری ہوئیں۔

حضرت عیسیٰ کے معجزات

پھر کہا گیا ہے مرزا صاحب نے حضرت عیسیٰ کے معجزات کو تماشہ قرار دیا ہے میں کہتا ہوں جن معنوں میں تم لوگ حضرت عیسیٰ کے معجزات پیش کرتے ہو مثلاً یہ کہ انہوں نے جسمانی مردے زندہ کئے' جسمانی اندھوں کو آنکھیں دیں' پرندے پیدا کئے۔ ان معنوں کو حضرت مرزا صاحب نے تماشہ کہا ہے ورنہ ان

معجزوں کی جو اصل حقیقت ہے اس کے متعلق تو آپ فرماتے ہیں یہ میں بھی دکھاتا ہوں اور میرے آقا محمد ﷺ نے بھی یہی دکھائے کہ روحانی مُردوں کو زندہ کیا' روحانی اندھوں کو بینا کیا' روحانی پرندے پیدا کئے۔ پس حضرت مرزا صاحب نے حضرت عیسیٰ کے جن معجزوں کو تماشہ کہا ہے وہ وہی ہیں جو تمہاری کتابوں میں لکھے ہیں۔ کہ انہوں نے پرندے پیدا کئے باقی رہا یہ کہنا کہ ان کے معجزات کے متعلق بِاِذْنِ اللہِ آیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ وہ خدا کے حکم سے پرندے وغیرہ پیدا کرتے تھے۔ لیکن میں پوچھتا ہوں کیا سب کچھ خدا کے حکم سے نہیں ہوتا۔ پھر حضرت ابراہیم کے متعلق آتا ہے وہ کہتے ہیں جب میں بیمار ہوتا ہوں تو خدا اشفاء دیتا ہے"[۴] کیا وہ دوائی نہ کھاتے تھے۔ کھاتے تھے مگر باوجود اس کے یہی کہتے تھے کہ خدا نے شفادی۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ لوگوں کی روحانی اصلاح کی کوشش کرتے تھے اور کہتے تھے کہ خدا ایسا کراتا ہے۔

اونٹوں کا بیکار ہونا پھر کہا گیا ہے کہ مکہ مدینہ میں ریل نہ بنی اور اونٹوں کے بیکار ہونے کی پیشگوئی پوری نہ ہوئی۔ ہم کہتے ہیں نشان یہ تھا کہ وہ جانور چھوڑے جائیں گے"[۵] وہ دوسری جگہ عرب میں ریل بننے سے پورا ہو گیا اور یہ کسی خاص مقام کے لئے نہ تھا۔ جس طرح ہر بات میں تدریجی ترقی ہوتی ہے اسی طرح اس میں بھی ہوگی۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا تھا کہ قیصرو کسریٰ کی چابیاں مجھے دی گئیں"[۶] مگر وہ حضرت عمرؓ کو ملیں"[۷]۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود کے بعد یہ نشان اور بھی وضاحت سے پورا ہو گا اور اس وقت اور بھی زیادہ شان میں پورا ہو گا جب وہاں بھی احمدیت پھیل جائے گی اور ہماری جماعت کے لئے ریل چلائی جائے گی۔

ملکانوں کا ارتداد پھر کہا گیا ہے کہ مرزا صاحب نے آکر کیا کام کیا راجپوتانہ میں ملکانے مرتد ہو رہے ہیں مگر یہ ایسی ہی بات ہے کہ کوئی کہے کہ میں کونین اس لئے نہیں کھاتا کہ گرمی کرتی ہے اور پھر کہے کہ مجھے کونین سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ جو ملکانے مرتد ہو رہے ہیں وہ حضرت مرزا صاحب کے مرید ہیں یا مخالف؟ اگر مخالف ہیں اور یقیناً ہیں تو ان کا مرتد ہونا نہ صرف حضرت مرزا صاحب کی صداقت پر اثر ڈالتا ہے بلکہ ثبوت ہے اس بات کا کہ کوئی مأمور آئے جو آکر ہدایت پھیلائے۔ اگر وہ لوگ احمدی ہوتے اور پھر مرتد ہوتے تو کہا جاسکتا تھا کہ مرزا صاحب نے آکر کیا کیا لیکن اگر کوئی ایک احمدی کہلانے والا مرتد ہو اور خدا تعالیٰ اس کی بجائے سَو جماعت میں داخل کرے تو پھر اعتراض کیسا؟ یہ لعنت اور پھٹکار اعتراض کرنے

والوں کے ہی حصہ میں آئی ہے کہ آریہ 'عیسائی' سکھ وغیرہ ان سے لوگوں کو چھینے لئے جا رہے ہیں اور وہ کچھ نہیں کر سکتے۔ ہمیں بھی وہ لوگ اسلام سے الگ سمجھتے ہیں ہم بھی ان سے چھین رہے ہیں میں ان سے پوچھتا ہوں یہ غضب تم پر ہے یا حضرت مرزا صاحب کی جماعت پر۔ تم میں سے اس طرح لوگوں کا نکلتے جانا اور تمہارا کچھ نہ کر سکنا ثبوت ہے اس بات کا کہ تم میں روحانیت نہیں رہی جس کے لئے حضرت مسیح موعود کا آنا ضروری ہے اور اسی لئے آئے باقی جو تریاق کھاتا ہے وہی بچایا جاتا ہے۔ تم حضرت مرزا صاحب کے غلاموں میں آجاؤ پھر دیکھو اس ارتداد کی لعنت سے کس طرح تمہیں بچایا جاتا ہے۔

محمدی بیگم کے متعلق پیشگوئی

ایک اعتراض محمدی بیگم والی پیشگوئی پر کیا گیا ہے اس اعتراض کو یہ لوگ ہمیشہ رٹتے رہتے ہیں۔ حالانکہ بارہا بتایا گیا ہے کہ یہ وعید کی پیشگوئی تھی جو اس لئے کی گئی تھی کہ محمد صلی اللہ ﷺ کی ہتک جو اس خاندان نے کی تھی اس کی سزا پائیں لیکن جب انہوں نے اس سے توبہ کی اور اصلاح کرلی تو خدا تعالیٰ نے ان پر رحم کردیا۔ جب تک کہ وہ لوگ حضرت مرزا صاحب کے مقابلہ پر رہے دکھوں اور تکلیفوں میں مبتلاء رہے لیکن جب انہوں نے شوخی و شرارت چھوڑدی اور خوف زدہ ہو گئے تو خدا تعالیٰ نے ان پر رحم کردیا۔ اس صورت میں اس پیشگوئی پر اعتراض کرنا پرلے درجہ کی بے حیائی نہیں تو اور کیا ہے۔ کس قدر عجیب بات ہے کہ وہ خاندان اور وہ عورتیں اور وہ گھر جس کے خلاف پیشگوئی تھی اس نے تو حضرت مرزا صاحب کو صادق اور راست باز مان لیا ہے اور یہ مولوی ابھی تک شور مچا رہے ہیں کہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔ وہ ماں جس کی لڑکی کے متعلق پیشگوئی تھی وہ کہتی ہے کہ مرزا صاحب سچے تھے اور بیعت کرلیتی ہے وہ بھائی جس کی بہن کے متعلق پیشگوئی تھی وہ کہتا ہے کہ مرزا صاحب سچے اور پاک باز تھے پھر کیا مولویوں کا اس پیشگوئی کو غلط کہنا عجیب وغریب اندھے پن کی علامت نہیں ہے۔ اگر یہ پیشگوئی جھوٹی تھی تو اس کا سب سے زیادہ اثر اس خاندان کے افراد پر ہونا چاہئے تھا جس کے متعلق کی گئی تھی مگر وہ تو بیعت میں داخل ہو چکے ہیں اور مولوی صاحب ابھی تک سر پیٹ رہے ہیں اگر وہ پیشگوئی بطور وعدہ کے تھی اور اسی طرح تھی جس طرح مولوی کہتے ہیں تو اس عورت کی ماں' بہن' بھائی کیوں میری بیعت میں شامل ہوئے کیا ان کو ان باتوں کا پتہ نہیں اور ثناء اللہ وغیرہ کو زیادہ پتہ ہے۔ اس سے زیادہ چمگادڑ چشم کیا ہو سکتے ہیں کہ گھر والے تو کہتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب سچے تھے مگر یہ باہر بیٹھے کہتے ہیں

نہیں جھوٹے ہیں۔

اسلام پر مصیبت اور مولویوں کی خوشی

دیکھو ان مولویوں کی یہ حالت اور یہ کیفیت ہی بتا رہی ہے کہ اس زمانہ میں کسی مصلح کی ضرورت ہے اس وقت دیکھو کیا حالت ہے اسلام کی اور ایسی حالت میں اسلام کے یہ عمود اور ستون کیا کر رہے ہیں۔ ان کی مثال ایسی ہی ہے کہ ایک خوبصورت اور پیارا لڑکا کچھ لوگوں کے سپرد کیا گیا ہو۔ جو ان کی لاپرواہی اور بے توجہی سے دم توڑ رہا ہو لیکن وہ اس کے کپڑے بانٹنے میں مصروف ہوں اور اس تقسیم پر خوش ہو رہے ہوں۔ یہ لوگ محمد ﷺ کے خادم کہلانے والے' اس کے دین کے وارث بننے والے' اس کے دین کے نگہبان ہونے کا دعویٰ کرنے والے اس وقت جبکہ دین مٹ رہا ہے اس پر عمل کرنے والے ان میں موجود نہیں ہیں ادھر ادھر ناچتے پھرتے ہیں اور روپے بٹورتے پھرتے ہیں اسلام کی انہیں کوئی فکر نہیں۔ آخر عقل و فکر بھی کوئی چیز ہے یا نہیں۔ مسلمان اتنا تو سوچیں کہ ان محمد ﷺ کے ورثاء کہلانے والوں میں اسلام ہے کہاں؟ وہ کونسا طبقہ ہے جو نمازیں پڑھنے والا' روزے رکھنے والا' ورثہ کے احکام پر عمل کرنے والا' صحیح عقائد رکھنے والا ہے؟ اور وہ کونسے لوگ ہیں جنہوں نے خدمت اسلام کے لئے زندگیاں وقف کی ہیں جن کی شکلیں اور شباہتیں مسلمانوں کی سی ہیں انصاف سے کہدیں کیا آج ان مسلمان کہلانے والوں کی حالت ایسی ہے کہ اگر محمد ﷺ آئیں تو انہیں مسلمان کہہ سکیں؟ اگر نہیں کہہ سکتے تو کیا ان مولویوں کو شرم نہیں آتی جو کہتے ہیں اب بھی کسی مأمور کی ضرورت نہیں۔ اگر آج نہیں تو پھر کب ہو سکتی ہے وہ عرب جن کے متعلق کہا جاتا تھا کہ جب مرزا صاحب کو انہوں نے نہیں مانا تو کس طرح کہا جا سکتا ہے کہ سچے تھے آج انہیں باغی اور غدار اور دشمنانِ اسلام کہا جاتا ہے۔ وہ ترک جن کو حاملِ خلافت کہا جاتا تھا اب جبکہ انہوں نے خلیفہ کو کان سے پکڑ کر اپنے ملک سے نکال دیا تو وہ بھی ان کے نزدیک مسلمان نہ رہے یا اسلام کا صحیح نمونہ نہ رہے۔ مصر میں اسلامی پردہ کو خیرباد کہا جا رہا ہے مسلمان شراب پیتے اور علماء علی الاعلان جؤا کھیلتے ہیں۔ ایران شریعت اسلامیہ کے ہر حکم کو توڑ بیٹھا ہے چین اور جاوا کے مسلمانوں کی حالت کا پتہ نہیں اس اپنے ملک ہندوستان میں دیکھ لو مسلمانوں کی کیا حالت ہے۔ پھر اسلام کہاں ہے؟ اگر اب بھی خدا نے اسلام کی حفاظت کا کوئی سامان نہیں کیا تو پھر کب اور کس وقت خدا کی طرف سے مدد آئے گی؟ اگر اب بھی خدا اسلام کی مدد نہیں کرتا تو حضرت مرزا صاحب کو جھوٹا کہہ دو۔ مگر ساتھ

ہی اسلام کو جھوٹا کہنا پڑے گا کیونکہ اگر اسلام سچا ہے تو کہاں ہے وہ خدا جس نے اس کی مدد کا کوئی سامان کیا۔ اگر یہ مولوی رسول کریم ﷺ کے وارث ہیں تو پھر کیا وجہ ہے کہ آپ کی امت کو نہیں سنبھال سکتے اور کیوں ان کی وجہ سے اسلام کی کوئی جماعت موجود نہیں؟ اسلام کے لئے انہوں نے کیا قربانیاں کیں ہیں؟ ملکانوں کے ارتداد کے متعلق ہی انہوں نے کیا کیا وہاں بھی یہ لوگ ہمارے ہی مبلغوں کو کوستے رہے۔ ثناء اللہ نے ادھر منہ تک نہ کیا۔ گذشتہ سال یہاں مرتضٰی حسن نے کہا تھا کہ میں ملکانوں کے علاقہ سے احمدیوں کو جا کر نکالدوں گا مگر وہ سارا سال اس علاقہ میں گھسا ہی نہیں۔ ان لوگوں نے کرنا ہی کیا ہے ان سے ہو ہی کیا سکتا ہے جنہوں نے اسلام اور عقائد اور اخلاق کی بوٹی بوٹی کر دی ہے اور کوئی چیز ثابت نہیں رہنے دی۔

حضرت مرزا صاحب نے کیا کیا

ان کے مقابلہ میں حضرت مرزا صاحب کو دیکھو کہ انہوں نے کیا کیا۔ ایک ایسے گاؤں میں جہاں ریل بھی نہیں آپ پیدا ہوئے' آپ کے پاس کوئی مال نہیں تھا' جائیداد نہیں تھی' بادشاہت نہیں تھی' حکومت نہیں تھی ایسی حالت میں آپ کھڑے ہوئے اور اعلان کیا کہ خدا کے حکم کے ماتحت کھڑا ہوا ہوں میرے پاس دولت نہیں مگر خدا اور اس کے رسول کی محبت کی دولت ہے میرے پاس علم نہیں مگر قرآن ہے اور اس سے بڑھ کر کوئی علم نہیں میرے پاس کوئی گدی نہیں مگر میرے آقا محمد ﷺ کی گدی خالی پڑی ہے اس کی خدمت کے لئے کھڑا ہوا ہوں۔ بے شک میرے پاس کچھ نہیں مگر خدا چاہتا ہے کہ میرے ہی ذریعہ سب کچھ کرے۔ دیکھو اور غور کرو کس برتے پر یہ آواز نکلتی ہے کوئی ظاہری چیز آپ کے پیچھے ہے جس کا آپ کو سہارا ہو۔ ایک تن تنہا انسان ہے جو اس لئے کھڑا ہوتا ہے کہ خواہ کچھ ہو اسلام کو سب مذاہب پر بالا کردوں گا اس کی یہ آواز سن کر مولوی کہلانے والے درندوں کی طرح اس پر آپڑتے ہیں کہ اسے پھاڑ ڈالیں۔ انہوں نے خود تو کچھ نہ کیا مگر جو اسلام کی خاطر کھڑا ہوا اس پر پل پڑے پھر مسلمان ہی نہیں 'عیسائی' آریہ' ہندو' سکھ بھی آپ کے خلاف ہو گئے' حکومت بھی اور رعایا بھی آپ کی مخالفت پر تُل گئی' یورپ اور امریکہ تک نے آپ کے خلاف زور لگایا غرض آسمان کے نیچے اور زمین کے اوپر کی سب طاقتوں نے کہا ہم اسے مٹادیں گی۔ ان کے مقابلہ میں آپ نے فرمایا۔ بے شک میں کمزور ہوں میرے پاس کوئی طاقت نہیں کوئی جتھہ نہیں' کوئی قوت نہیں' مگر میرا خدا مجھے کہتا ہے "دنیا میں ایک نذیر آیا۔ پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر

کردے گا۔ [۴۸] اور آپ نے کہا اے مولویو! سن رکھو۔ اے گدی نشینو! یاد رکھو اے یورپ وامریکہ کی حکومتو اور ایشیا اور جزائر کے باشندو! سمجھ لو کہ گو میں کچھ نہیں مگر زبردست اور قادر خدا کا ہتھیار ہوں جو مجھ پر گرے گا چکنا چُور ہو جائے گا اور جس پر میں گروں گا اسے پیس دوں گا۔ آپ نے یہ کس وقت اور کس حالت میں کہا۔ اس وقت جبکہ ساری دنیا آپ کی مخالف تھی اور آپ اکیلے کھڑے تھے۔ اسماعیلی سلسلہ کا یہ پہلوان اس طرح کھڑا ہوا کہ اس کے ترکش میں تیر نہیں 'سپاہی ساتھ نہیں' حکومت قبضہ میں نہیں 'مگر باوجود اس کے وہ قوت اور وہ طاقت اس نے دکھائی کہ ان حکومتوں ان دشمنوں اور ان رسول کریم ﷺ کی گدی کے دعویٰ پر ناچنے والوں کو گرانا شروع کیا۔ کچھ یہاں سے لئے کچھ وہاں سے کچھ ادھر سے لئے کچھ ادھر سے اور آج کچھ لوگ تو یہ بیٹھے ہیں اور لاکھوں پیچھے ہیں مولویوں نے آپ پر کفر کی تلوار چلائی گالیوں کے تیر برسائے حکومت کو کہا گیا کہ باغی ہے اسے پیس ڈالو لیکن پھر اسی منہ سے ان نابکاروں نے یہ بھی کہا کہ انگریزوں کا جاسوس ہے۔ قابل غور بات یہ ہے کہ کیا کبھی جاسوس بھی باغی ہوتے ہیں۔ یا باغی جاسوس لیکن ان لوگوں کی غرض تو حضرت مرزا صاحب کو نقصان پہنچانا تھی جو ان کے جی میں آیا کہتے چلے گئے۔ انہوں نے حکومت کو اُکسانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا اور رعایا کو بھڑکانے میں بھی کوئی کمی نہ کی اور سب نے آپ کا مقابلہ کیا مگر کون جیتا کیا خدا کا مسیح نہ جیتا اور اس نے جماعت نہ قائم کی؟ ساری دنیا کے تختہ پر آپ کی قائم کردہ جماعت کے مقابلہ کی کوئی جماعت تو دکھاؤ۔ مسیح موعود کی جماعت وہ ہے کہ اس کی جیبیں خالی ہیں مگر دل بہت وسیع ہیں۔ جسم کمزور ہیں مگر حوصلے بہت بلند ہیں دنیا کے مقابلے میں آٹے میں نمک کے برابر بھی نہیں مگر خدا کے لئے اور خدا کے دین کے لئے ساری دنیا کے مقابلہ میں کھڑی ہے اور تکلیفیں اٹھا رہی ہے قرآن کریم کی تعلیم کو جاری کرنے اور اس کے مطابق زندگیاں بنانے میں اس قدر کوشاں ہے کہ دشمن بھی بول اٹھے ہیں کہ اگر محمد ﷺ کی جماعت کا نمونہ دیکھنا ہو تو وہ احمدی جماعت ہے کہتے ہیں خوبی وہ ہے جس کا دشمن بھی اقرار کرے۔ غیر احمدیوں کے ایک روزانہ اخبار "ہمدم" لکھنؤ نے لکھا تھا کہ احمدیوں میں خدمت دین کا جو ولولہ اور جوش ہے اس کا نمونہ آج سے تیرہ سو سال قبل رسول کریم ﷺ کے ساتھیوں میں ہی مل سکتا ہے اسی طرح اور کئی مخالف اخبارات نے اعتراف کیا ہے کہ اگر کوئی جماعت دین کی خدمت کر رہی ہے تو وہ احمدی جماعت ہے۔ مگر اے مولویو! اور اے جُبّہ پوشو! تم کوئی ایک ہی تحریر کسی غیر مسلم شخص کی ایسی دکھاؤ جس میں یہ لکھا

ہو کہ مولوی ثناء اللہ یا مولوی مرتضٰی حسن، محمد ﷺ کے صحابیوں کا نمونہ ہیں۔ یا کسی غیر کو جانے دو آپ ہی کھڑے ہو کر کہہ دو کہ تم لوگ رسول کریم ﷺ کے صحابہ کا نمونہ ہو۔ تمہارا منہ نہیں ہے کہ اپنے متعلق آپ بھی یہ کہہ سکو لیکن ہمارے متعلق ہمارے دشمن یہ کہہ رہے ہیں۔

حضرت مرزا صاحب کی صداقت

پس میں پوچھتا ہوں آخر صداقت کا کوئی ثبوت بھی ہوتا ہے کہ نہیں اگر ہوتا ہے تو جو بھی ہے وہ سارے کا سارا حضرت مرزا صاحب کے لئے موجود ہے۔ حضرت مرزا صاحب کے ذریعہ اسلام زندہ ہوا، قرآن کریم زندہ ہوا، محمد ﷺ کا نام زندہ ہوا، خدا کی توحید زندہ ہوئی، ہر نیکی زندہ ہوئی، ہر نبی زندہ ہوا، ہر راستباز نے دوبارہ حیات پائی پس حضرت مسیح موعود کوئی معمولی انسان نہ تھے آپ نے رسولوں اور ان کی تعلیموں کو زندہ کیا ہے۔ پہلے مسیح نے تو بقول غیر احمدیاں چند ماچھیوں کو زندہ کیا تھا مگر اس نے نبیوں کو زندہ کیا ہے پھر بھی کہتے ہیں اس نے کیا کیا۔ وہ کونسی خوبی اور وہ کونسی صداقت ہے جو کسی نبی میں پائی جاتی ہے مگر حضرت مرزا صاحب میں نہیں۔ تم لوگ اعتراض کی زبان دراز کرتے ہو کرو مگر یہ تو بتاؤ تمہارا کون سا اعتراض ہے جو پہلے نبیوں پر نہیں پڑتا۔ پھر تمہیں کس بات کا انتظار ہے سورج چڑھ آیا خدا کا نبی آگیا، اسلام کو اس نے زندہ کیا، اور دشمنوں نے مان لیا مگر اے محمد ﷺ کے نام لیواؤ اور مسلمان ہونے کا دعویٰ کرنے والو! کیا تمہیں اسلام کا زندہ ہونا پسند نہیں آیا اور تم نے اسلام کی زندگی کے مقابلہ میں اپنے نفسوں کو موٹا کرنا ضروری سمجھا کاش، تمہیں تمہاری مائیں نہ جنتیں اور اگر جنتیں تو اس وقت سے قبل تم مرجاتے کہ تمہارے جسم اور ناپاک جسم اسلام کی طرف منسوب ہو کر باعث شرم بنتے۔

مولویوں نے اسلام کو بدنام کیا

اسلام کی ایک ایک بات کو لے کر تم نے اسے بدنام کیا اور غیروں کی نظروں میں حقیر ٹھہرایا ہے۔ تم نے کہا ہندوستان سے ہجرت کر جانا قرآن کا حکم ہے لیکن اے بے شرمو! پھر تم نے خود ہی لوگوں کو کہا کہ ہجرت نہ کرو۔ تم نے کہا انگریزوں سے ترکِ مؤالات کرنا اسلام کا حکم ہے مگر اے بے شرمو! تم نے خود اس کی خلاف ورزی کی۔ تم کہتے تھے خلافت ٹرکی کے بغیر اسلام زندہ نہیں رہ سکتا اور یہ اسلام کے لئے نہایت اہم اور ضروری چیز ہے لیکن اے بے حیاؤ! کان سے پکڑ کر ایک خلیفہ کو نہیں بلکہ دو کو ملک سے نکال دیا گیا خلافت کا نام تک مٹا دیا گیا مگر تم نے لب تک نہ ہلائے۔

ہمارے ماتھے اور تمہاری پیٹھیں زخمی ہیں

اس کے مقابلہ میں ہماری طرف دیکھو حضرت مرزا صاحب نے پہلے دن جو کہا مصیبتوں کے پہاڑ گرپڑنے پر بھی نہ چھوڑا۔ پھر ہم نے بھی جو راہ اختیار کی اس سے سرِمُو ادھر ادھر نہ ہوئے۔ ہجرت کے معاملہ میں ترک موالات کے معاملہ میں خلافت کے معاملہ میں تم نے شکست کھائی اور بری طرح کھائی۔ اس مقابلہ میں تمہاری پیٹھیں زخمی ہیں کیونکہ تم پیٹھ دکھا کر بھاگے۔ زخم تو ہمیں بھی لگے مگر ہمارے ماتھے اور سینے زخمی ہیں کیونکہ ہم ماتھے اور سینے پیش کرتے رہے اور دشمن ہمارے ماتھے پر زخم لگاتا رہا۔ پھر کس مُنہ سے تم دعویٰ کرتے ہو کہ ہم سچے ہیں۔ تمہارے پاس سچائی کی کونسی علامت ہے تمہارے پاس محمد ﷺ کی کیا چیز باقی ہے۔ کیا محمد ﷺ کا علم تمہارے پاس ہے اگر ہے تو کیوں تم لوگوں کو وہ علوم اور وہ نکات نہیں معلوم ہوتے جو اس شخص کی جماعت کے ادنیٰ ادنیٰ لوگوں کو معلوم ہوتے ہیں جو تمہارے نزدیک کافر اور دجال ہے۔ محمد ﷺ نے اپنی امت میں جو روحانیت چھوڑی ہے وہ تم میں کہاں ہے کوئی ایک بھی ہے تم میں جو خدا کا کہلا سکے اور جسے دعویٰ ہو کہ خدا تعالیٰ اس سے ہمکلام ہوتا ہے اگر کوئی ہے تو سامنے آئے۔ لیکن ہماری چھوٹی سی جماعت میں سینکڑوں نہیں ہزاروں ایسے آدمی ہیں کہ جن سے خدا تعالیٰ نے کلام کیا۔ مگر اے مُردو! تم چالیس کروڑ میں سے ایک بھی ایسا نہیں ہے پھر وہ کیا چیز ہے جس پر تم اس قدر شور و شر مچاتے ہو۔ کیا یہ حیض کے لوتھڑے نہیں ہیں جنہیں تم لئے پھرتے ہو۔

حضرت مرزا صاحب کے مقابلہ پر آنے والی ہر چیز کو خدا نے مٹایا

تم نے ایک ایک چیز کو حضرت صاحب کے مقابلہ میں رکھا اور خدا نے اسے مٹا دیا۔ ایک وقت تھا جب تم کہتے تھے اہل عرب نے مرزا صاحب کو نہیں مانا مقامات مقدسہ کے محافظوں نے قبول نہیں کیا ہم کس طرح مان لیں لیکن تمہارے مونہوں سے خدا نے حاکم مکہ ومدینہ کو باغی اور غدار کہلایا پھر تم نے کہا ٹرکی حکومت جب تک قائم ہے امام مہدی نہیں پیدا ہو سکتا خدا نے اسے بھی پاش پاش کر دیا پھر تم نے کہا ترکوں کا خلیفہ اصل اسلامی خلیفہ ہے خدا نے اس کو بھی نکال دیا۔ اب میں پوچھتا ہوں اور کیا اسلام سے کیا جائے کہ تم سمجھ سکو وہ مٹ گیا ہے کیا تمہارا یہ مطلب ہے کہ سارے کے سارے مسلمان کہلانے والے اپنے آپ کو مسلمان بھی نہ کہلائیں اور عیسائی ہو جائیں۔ یا سارے جینو

پہن لیں۔ اور کونسی مصیبت باقی ہے جس کی انتظار میں تم لوگ بیٹھے ہو کاش اب بھی تم لوگ سمجھتے اور خدا کے غضب کو اور نہ بھڑکاتے مگر افسوس ہے جسے خدا اندھا کرے اسے کوئی دکھا نہیں سکتا۔

ہم کس مقام پر کھڑے ہیں خدا نے ہم کو اس مقام پر کھڑا نہیں کیا کہ ہم ان لوگوں کی دل آزاریوں اور تکلیف دہیوں سے گھبرا جائیں کیونکہ جیسا کہ ہمیشہ سے سنت ہے ضرور ہے کہ ان پر ہمیں ظاہری فتح بھی حاصل ہو جو فاتح قادیان کہلاتے ہیں اُس وقت ان کی اولاد اسی طرح ان کے نام سے شرمائے گی جس طرح ابو جہل کی اولاد شرماتی تھی۔ دنیا دیکھے گی کہ میری یہ باتیں جو لکھی اور چھاپی جائیں گی پوری ہونگی اور ضرور پوری ہونگی ان لوگوں کی نسلیں جو بعد میں آئیں گی وہ یہ کہنا پسند نہ کریں گی کہ محمد حسین یا ثناء اللہ کی اولاد ہیں وہ یہ کہنے سے شرمائیں گی ان کے نام سن کر ان کی گردنیں نیچی ہو جائیں گی اور مرتضیٰ حسن جو سید کہلاتا ہے اس کی یہ سیادت باطل ہو جائے گی اب وہی سید ہو گا جو حضرت مسیح موعود کی اِتباع میں داخل ہو گا اب پرانا رشتہ کام نہ آئے گا کہ ان رشتہ داروں نے اس کی ہتک کی۔ مسلمان کہلا کر اسلام کے نام لیوا کہلا کر انہوں نے لیکچر دیئے کیا احمدی آریوں سے بھی بد تر ہیں پس خدا کی کتاب سے ان کی سیادت مٹائی گئی اور یہ ذلیل اور حقیر کئے گئے اور کئے جائیں گے اگر انہوں نے توبہ نہ کی ان کے تمام دعویٰ باطل اور تمام خوشیاں ہیچ ہو جائیں گی کیا وہ اپنی اس وقت تک کی حالت پر نظر نہیں کرتے کسی امر میں بھی انہیں کامیابی اور خوشی نصیب ہوئی؟ ہرگز نہیں لیکن ان کے مقابلہ میں ہماری یہ حالت ہے اگر ہمیں ایک غم آیا تو خدا تعالیٰ نے چار خوشیاں دکھائیں پس ہم انکی مخالفتوں اور شرارتوں سے گھبراتے نہیں کیوں کہ خدا تعالیٰ کی تائید ہمارے ساتھ ہے پس اے عزیزو! اور دوستو! میں تم سے کہتا ہوں کہ خدا کے ہو کر خدا کے بن کر اسلام کی خدمت کے لئے کھڑے ہو جاؤ۔ تمہارے سامنے یہ لوگ ہیں جن کے متعلق تم دیکھ سکتے ہو کہ ایک نبی کا انکار اور مخالفت کرنے سے ان کی حالت کیا سے کیا ہو گئی ہے پس تم خدا کے لئے ہو جاؤ اور پھر نہ ڈرو جو کچھ ہوتا ہے ہو جائے کہ جو خدا کا ہو جاتا ہے پھر وہ کسی سے نہیں ڈرتا۔

(الفضل ۱۳، ۱۶ مئی ۱۹۲۴ء)

---

۱ یٰسٓ : ۳۱ ۲-اٰل عمران : ۵۶ ۳-البقرة : ۱۱۹ ۴-الحج : ۳۶

۵ تفسیر بیضاوی جلد ۲ صفحہ ۹۶ تفسیر سورۃ الحج زیر آیت وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِکَ مِنْ رَّسُوْلٍ...... الخ

مطبوعہ ۱۹۶۸ء

۶ تذکرہ صفحہ ۳۹۹- ایڈیشن چہارم

۷ تذکرہ صفحہ ۳۹۹- ایڈیشن چہارم، اربعین نمبر ۴ صفحہ ۱۰ حاشیہ روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۴۵۲ حاشیہ

۸ حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۵۸۱، ۵۸۲

۹

۱۰ تذکرۃ الاولیاء للشیخ فرید الدین عطار مترجم مولوی نذیر احمد صاحب سیماب قریشی صفحہ ۲۷۸ ناشر شیخ غلام علی اینڈ سنز تاجران کتب کشمیری بازار لاہور مطبوعہ ۱۹۵۴ء

۱۱ البقرۃ : ۱۱۹

۱۲ المنجد فی اللغۃ والادب والعلوم صفحہ ۴۷۱ زیر لفظ "طمث" مطبوعہ بیروت ۱۹۵۶ء

۱۳ الملک : ۴

۱۴ آئینہ کمالات اسلام۔ روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۵۶۴

۱۵ بخاری کتاب الرقاق باب التواضع

۱۶ الانفال : ۱۸

۱۷ تذکرہ صفحہ ۹۱۔ ایڈیشن چہارم ۱۸۔ تذکرہ صفحہ ۵۲۶۔ ایڈیشن چہارم

۱۹ "اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ اَوْلَادِیْ" تذکرہ صفحہ ۳۹۹۔ ایڈیشن چہارم

۲۰ بخاری کتاب الادب باب رحمۃ الولد وتقبیلہ ومعانقتہ

۲۱ التحریم : ۱۳ ۲۲- التحریم : ۱۲ ۲۳- التحریم : ۱۳

۲۴ المؤمنون : ۲ تا ۷

۲۵ مسلم کتاب الفضائل باب فی اسمائہ صلی اللہ علیہ وسلم

۲۶ حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۵۰۳

۲۷ تحفہ گولڑویہ صفحہ ۶۷۔ روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۱۵۳

۲۸ تتمہ حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۵۷۴

۲۹ تتمہ حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۵۷۲

۳۰ مسند احمد بن حنبل جلد ۱ صفحہ ۳۲ پر اس حدیث کے الفاظ اس طرح ہیں "اللھم ان تھلک ھذہ العصابة من اھل الاسلام فلا تعبد فی الارض"
۳۱ تتمہ حقیقة الوحی روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۵۷۲
۳۲ یوسف : ۷۷
۳۳ سیرت ابن ہشام (عربی) جلد ۱ صفحہ ۱۹۹ مطبوعہ مصر ۱۹۳۶ء
۳۴ تذکرہ صفحہ ۷۰۔ ایڈیشن چہارم
۳۵ الفرقان : ۵۰ ۳۶-المزمل : ۱۹
۳۷ خطبہ الہامیہ صفحہ ۷۰ روحانی خزائن جلد ۱۶ صفحہ ۷۰
۳۸ مسند احمد بن حنبل جلد ۲ صفحہ ۳۶۹
۳۹ ترمذی ابواب صفة جھنم باب ما جاء ان للنار نفسین ما ذکر من یخرج من النار من اھل التوحید
۴۰ الیواقیت والجواھر جلد ۱ صفحہ ۱۲۸ مطبوعہ ازھر مصر ۱۳۲۱ھ
۴۱ "رایت ربی جعدا امرد علیه حلة خضرا." (کتاب الاسما والصفات لابی بکر احمد بن الحسین بن علی البیھقی باب ماجا. فی قول الله عزوجل ثم دنی فتدلی" صفحہ ۴۴۵ مطبوعہ احیا. التراث العربی بیروت)
۴۲ دافع البلا. صفحہ ۹ روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۲۲۵
۴۳ دافع البلا. صفحہ ۹ حاشیہ روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۲۲۵ حاشیہ
۴۴ "واذا مرضت فھو یشفین" (الشعراء: ۸۱)
۴۵ مسلم کتاب الایمان باب بیان نزول عیسٰی بن مریم
۴۶، ۴۷ فتح الباری فی شرح البخاری کتاب المغازی باب غزوة خندق صفحہ ۳۹۷ مطبوعہ دار النشر الکتب الاسلامیة ۱۹۸۱ء
۴۸ تذکرہ صفحہ ۱۰۴۔ ایڈیشن چہارم
۴۹ جَنیُو: وہ بٹا ہوا دھاگہ جسے ہندو لوگ بدھی کی طرح گلے میں ڈالے رہتے ہیں